سلسلہ: رسائلِ فتاویٰ رضویہ

جلد: تیسویں

رسالہ نمبر 5

رسالہ ضمنی

منیۃ اللبیب ان التشریح بید الحبیب ۱۳۱۱ھ

عقلمند کا مقصد کہ بے شک احکام شرع حبیب اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
کے اختیار میں ہیں

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ ضمنی

منیۃ اللبیب ان التشریح بید الحبیب ۱۳۱۱ھ

(عقلمند کا مقصد کہ بے شک احکام شرع حبیب اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اختیار میں ہیں)

احادیثِ تحریم حرم مدینہ بحکم احکم حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

حدیث ۱۳۰: صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عرض کی:

اللھم ان ابراھیم حرم مکۃ وانی احرم مابین لابتیھا۔ھما واحمد[1] والطحاوی فی شرح معانی الاٰثار عن انس رضی اللہ عنہ۔

الٰہی! بیشک ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے مکہ معظّمہ کو حرم کردیا اور میں دونوں سنگستان مدینہ طیبہ کے درمیان جو کچھ ہے اسے حرم بناتا ہوں۔(بخاری، مسلم اور احمد اور طحاوی نے شرح معانی الاٰثار میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۳۱: نیز صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انّ ابرھیم حرم مکۃ ودعا لاھلھا وانی حرمت المدینۃ کما حرم ابراھیم مکۃ وانی

بیشک ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے مکہ معظّمہ کو حرم بنادیا اور اس کے ساکنوں کے لیے دعا فرمائی، اور بیشک میں نے مدینہ طیبہ کو حرم

[1] صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب یزفون النسلان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۷۷، صحیح البخاری، کتاب المغازی غزوہ احد قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۵۸۵ صحیح البخاری، کتاب الاعتصام باب ماذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۰۹۰، صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۱، مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/۱۴۹، شرح المعانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲

دعوت فی صاعها ومدها بمثلی ما دعا ابراهیم لاهل مکة۔هم [2] جمیعا عن عبدالله بن زید بن عاصم رضی الله تعالٰی عنه۔	کردیا جس طرح انہوں نے مکے کو حرم کیا اور میں نے اس کے پیمانوں میں اس سے دونی برکت کی دعا کی جو دعا انہوں نے اہل مکہ کے لیے کی تھی (ان سب نے عبداللہ ابن زید بن عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۳۲: نیز صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عرض کی: الٰہی! بیشک ابراہیم تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور تو نے ان کی زبان پر مکہ معظّمہ کو حرام کیا اللهم وانا عبدك ونبیك وانی احرم مابین لابتیها [3]۔ الٰہی! اور میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں میں مدینہ طیبہ کی دونوں حدوں کے اندر ساری زمین کو حرم بناتا ہوں۔امام طحاوی نے اس کے قریب روایت کی اور یہ زائد کیا:

ونهی النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم ان یعضد شجرها اویخبط اویؤخذ طیرها [4]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ اس کا پیڑ کاٹیں یا پتے جھاڑیں یا اس کے پرندوں کو پکڑیں۔

حدیث ۱۳۳: صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انی احرم مابین لابتی المدینة ان یقطع عضاهها او یقتل	بیشک میں حرم بناتا ہوں دوسنگلاخ مدینہ کے درمیان کو کہ اس کی ببولیں نہ کاٹی جائیں

[2] صحیح البخاری کتاب البیوع باب برکة صاع النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۸۶، صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینة ودعا النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۰، مسند احمد بن حنبل عن عبدالله بن زید رضی الله عنه المکتب الاسلامی بیروت ۴/۴۰، شرح المعانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲

[3] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینة ودعا النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۲، سنن ابن ماجة ابواب المناسك باب فضل المدینة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۳۲، کنز العمال حدیث ۳۴۸۸۲ مؤسسة الرساله بیروت ۱۲/۲۴۵

[4] شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۳

صیدھا۔ھو واحمد[5] والطحاوی عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اور اس کا شکار نہ مارا جائے (مسلم اور احمد اور طحاوی نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۳۴: نیز صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان ابراھیم حرم مکۃ وانی احرم مابین لابتیھا۔ھو والطحاوی[6] عن رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

بیشک ابراہیم نے مکہ معظّمہ کو حرم کردیا اور میں مدینہ کے دونوں سنگلاخ کے درمیان کو حرم کرتا ہوں (مسلم اور طحاوی نے رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۳۵: نیز صحیح مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عرض کرتے ہیں:

اللھم ان ابراھیم حرم مکۃ فجعلھا حرمًا وانی حرمت المدینۃ حرامًا مابین مازمیھا ان لایھراق فیھا دم و لایحمل سلاح لقتال ولا یخبط فیھا شجرۃ الا بعلف[7]۔

الٰہی! بیشک ابراہیم نے مکہ معظّمہ کو حرام کرکے حرم بنادیا اور بیشک میں نے مدینہ کے دونوں کناروں میں جو کچھ ہے اسے حرم بناکر حرام کردیا کہ اس میں کوئی خون نہ گرایا جائے نہ لڑائی کے لیے اسلحہ اٹھایا جائے نہ کسی پیڑ کے پتے جھاڑیں مگر جانور کو چارہ دینے کیلئے۔

حدیث ۱۳۶: نیز صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عرض کرتے ہیں:

اللھم انی قد حرمت مابین لابتیھا

الٰہی! بیشک میں نے تمام مدنیہ کو حرم کردیا

---

[5] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضائل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۰، مسند احمد بن حنبل عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۸۱، شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۱

[6] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضائل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۰، شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲

[7] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۳

کما حرمت علی لسان ابراھیم الحرم ھو واحمد[8] و الرویانی عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جس طرح تو نے زبان ابراہیم پر حرم محترم کر حرم بنایا (مسلم، احمد اور رویانی نے ابی قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۳۷: نیز صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان ابراھیم حرم بیت اللہ وامنہ وانی حرمت المدینۃ مابین لابتیھا لایقطع عضاھھا ولا یصاد صیدھا۔ ھو والطحاوی[9] عن جابر بن عبداللہ رضی ا للہ تعالٰی عنھما۔

بیشک ابراہیم نے بیت اللہ کو حرم بنادیا اور امن والا کردیا اور میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کیا کہ اس کے خار دار درخت بھی نہ کاٹے جائیں اور اس کے جانور شکار نہ کئے جائیں (مسلم اور طحاوی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۳۸: صحیحین میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:

حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مابین لابتی المدینۃ وجعل اثنا عشر میلاً حول المدینۃ حمی۔ ھما واحمد[10] وعبدالرزاق فی مصنفہ۔

تمام مدینہ طیبہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حرم کر دیا اور اس کے آس پاس بارہ بارہ میل تک سبزہ و درخت کو لوگوں کے تصرف سے اپنی حمایت میں لے لیا۔ بخاری اور مسلم اور عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں روایت کیا۔ ت)

---

[8] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۰تا۴۴۳، مسند احمد بن حنبل عن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/۳۰۹، کنز العمال بحوالہ حم والرویانی عن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ حدیث ۳۴۶۸۷۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۲۴۴

[9] شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲، کنز العمال بحوالہ مسلم حدیث ۳۴۸۱۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۲۳۲

[10] صحیح البخاری فضائل المدینۃ باب حرم المدینۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۵۱، صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۲، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۴۸۷، المصنف لعبد الرزاق کتاب حرمۃ المدینۃ حدیث ۱۷۱۴۵ المجلس العلمی بیروت ۹/۲۶۰و۲۶۱

ابن جریر کی روایت یوں ہے:

حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شجرھا ان یعضد اویخبط۔رواہ عن خبیب الھذلی[11] رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے پیڑ کاٹنا یا ان کے پتے جھاڑنا حرام فرمایا۔(اس کو خبیب ہذلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

حدیث ۱۳۹: صحیح مسلم شریف میں ہے رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرم مابین لابتی المدینۃ۔ھو والطحاوی[12] فی معانی الاٰثار۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تمام مدینہ طیبہ کو حرم بنادیا۔(مسلم اور طحاوی نے معانی الآثار میں روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۴۰: نیز صحیح مسلم و معانی الآثار میں عاصم احول سے ہے:

قلت لانس من مالك أحرم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم المدینۃ قال نعم الحدیث[13]۔زاد ابو جعفر فی روایۃ لایعضد شجرھا[14] ولمسلم فی اخرٰی نعم ھی حرام لایختلٰی خلاھا فمن فعل ذٰلك فعلیہ لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین[15]۔

یعنی میں نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پوچھا، کیا مدینہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حرم بنادیا؟ فرمایا: ہاں، اس کا پیڑ نہ کاٹا جائے اس کی گھاس نہ چھیلی جائے، جو ایسا کرے اس پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی۔والعیاذ باللہ تعالٰی۔

حدیث ۱۴۱: سنن ابی داود میں ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:

---

[11]

[12] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۰، شرح معانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲

[13] صحیح مسلم کتاب الحج فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۱

[14] شرح معانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۳

[15] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۱

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرم ھذا الحرم[16]۔	بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس حرم محترم کو حرم بنادیا۔

حدیث ۱۴۲: شرحبیل کہتے ہیں ہم مدینہ طیبہ میں کچھ جال لگارہے تھے زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ تشریف لائے جال پھینک دیے اور فرمایا:

تعلموا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرم صیدھا۔ الامام ابوجعفر[17] فی شرح الطحاوی۔	تمہیں خبر نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کا شکار حرام قرار دیا ہے۔(امام ابوجعفر نے شرح طحاوی میں اس کو بیان کیا ہے۔ت)

ابوبکر بن ابی شیبہ نے زید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے یوں روایت کی:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرم مابین لابتیھا[18]۔	بیشک نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مدینے کے دونوں سنگلاخ کے مابین کو حرم کردیا۔

حدیث ۱۴۳: ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرم مابین لابتی المدینۃ ان یعضد شجرھا اویخبط[19]۔	بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تمام مدینے کو حرم بنادیا ہے کہ اس کے پیڑ نہ کاٹے جائیں نہ پتے جھاڑیں۔

حدیث ۱۴۴: ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف فرماتے ہیں میں نے ایک چڑیا پکڑی تھی اسے لئے ہوئے باہر گیا میرے والد ماجد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ ملے شدت سے میرا کان مل کر چڑیا کو چھوڑدیا اور فرمایا:

حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صید ما بین لابتیھا[20]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مدینے کا شکار حرام فرمادیا ہے۔

---

[16] سنن ابی داؤد کتاب المناسك باب فی تحریم المدینۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۷۸

[17] شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲

[18]

[19] شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲

[20] شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲

حدیث ۱۴۵: صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرم البقیع وقال لاحمٰی الاللّٰہ ورسولہ[21]۔	بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بقیع کو حرم بنادیا اور فرمایا: چراگاہ کو کوئی اپنی حمایت میں نہیں لے سکتا سوا اللہ ورسول کے جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

روی الثلثۃ الامام الطحاوی (تینوں احادیث امام طحاوی نے روایت کیں۔ت)

یہ **سولہ** ۱۶ حدیثیں ہیں، پہلی آٹھ میں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے مدینہ طیبہ کو حرم کردیا، اور پچھلی آٹھ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے کہا کہ حضور کے حرم کردینے سے مدینہ طیبہ حرم ہوگیا، حالانکہ یہ صفت خاص اللہ عزوجل کی ہے۔ پہلی آٹھ سے پانچ میں اپنے پدر کریم سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف بھی یہی نسبت ارشاد ہوئی کہ مکہ معظمہ کی حرم محترم انہوں نے حرم کردی انہوں نے امن والی بنادی، حالانکہ خود ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ان مکۃ حرمھا اللہ تعالٰی ولم یحرمھا الناس۔ البخاری والترمذی[22] عن ابی شریح ن البغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	بیشک مکہ معظّمہ کو اللہ تعالٰی نے حرم کیا ہے کسی آدمی نے نہ نہیں کیا۔ (بخاری اور ترمذی نے ابی شریح بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

یہ اسنادیں خاص ہمارے رسالے کی مقصود ہیں مگر یہاں جان وہابیت پر ایک آفت اور سخت وشدید تر ہے، مدینہ طیبہ کے جنگل کا حرم ہونا نہ فقط انہیں سولہ بلکہ انکے سوا اور بہت احادیث کثیرہ وارد ہیں۔

حدیث ۱۷ صحیحین: انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

المدینۃ حرم من کذا الی کذا	مدینہ یہاں سے یہاں تک حرم ہے اس کا

[21] شرح معانی الآثار باب احیاء الارض المیتۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۱۷۵

[22] صحیح البخاری ابواب العمرۃ باب لایعضد شجر الحرم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۴۷، سنن الترمذی کتاب الحج حدیث ۸۰۹ دارالفکر بیروت ۲/ ۲۱۷

لایقطع شجرھا۔ھما واحمد[23] والطحاوی واللفظ للجامع الصحیح۔

پیڑ نہ کاٹا جائے۔امام بخاری اور مسلم اوراحمد اور طحاوی نے روایت کیااور لفظ جامع الصحیح کے ہیں۔ت)

حدیث ۱۸ صحیحین: ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

المدینۃ حرم الحدیث ھما[24] والطحاوی وابن جریر واللفظ للمسلم۔

مدینہ حرم ہے(بخاری ومسلم اور طحاوی اورابن جریر نے روایت کیااور لفظ مسلم کے ہیں۔ت)

حدیث ۱۹ صحیحین: مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

المدینۃ حرم مابین عیر الی کذا ولمسلم والطحاوی مابین عیر الی ثور الحدیث[25] زاد احمد وابو داود فی روایۃ لایختلی خلاھا ولاینفر صیدھا[26]۔

مدینہ کوہ عیر سے جبل ثور تک حرم ہے۔احمد اور ابو داود نے ایک روایت میں یہ اضافہ کیاکہ اس کی گھاس نہ کاٹی جائے اور اس کا شکار نہ بھڑکایا جائے۔

---

[23] صحیح البخاری فضائل مدینہ باب حرمۃ المدینۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۵۱، صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۱، کنز العمال بحوالہ حم وغیرہ حدیث ۳۴۸۰۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۲۳۱، مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/۲۴۲

[24] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۲

[25] صحیح البخاری فضائل مدینہ باب حرمۃ المدینۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۵۱، صحیح مسلم کتاب الحج باب فضائل مدینہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۲، سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب فی تحریم المدینۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۷۸، مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۸۱، شرح معانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۱

[26] مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۱۹، سنن ابی داود، کتاب المناسک باب فی تحریم المدینۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۷۸

حدیث ۲۰ صحیح مسلم: سہل بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دست مبارک سے مدینہ طیبہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

انہا حرم اٰمن، ھو واحمد[27] والطحاوی وابو عوانۃ۔ بیشک یہ امن والی حرم ہے۔ (مسلم، احمد، طحاوی اور ابوعوانہ نے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۱: امام احمد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لکل نبی حرم وحرمی المدینۃ[28]۔ ہر نبی کے لیے ایک حرم ہوتی ہے اور میری حرم مدینہ ہے۔

حدیث ۲۲: عبدالرزاق حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرم کل دافۃ اقبلت علی المدینۃ من العضۃ الحدیث[29]۔ بیشک نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہر گروہ مردم کو کہ حاضر مدینہ ہو اس کے خاردار درختوں کو ممنوع فرمادیا۔

حدیث ۲۳: امام طحاوی بطریق مالک عن یونس بن یوسف عن عطا بن یسار کہ لڑکوں نے ایک روباہ کو گھیر کر ایک گوشے میں کردیا تھا، ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے لڑکوں کو دور کردیا، امام مالک فرماتے ہیں اور مجھے اپنے یقین سے یہ یاد ہے کہ فرمایا:

انی حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یُصنع ھذا[30]۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حرم میں ایسا کیا جاتا ہے؟

---

[27] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۳ ومسند احمد بن حنبل عن سہل بن حنیف المکتب الاسلامی بیروت ۳/۴۸۶ وکنز العمال بحوالہ ابی عوانہ حدیث ۳۴۸۰۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۲۳۰ وشرح معانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲

[28] مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۳۱۸

[29] المصنف لعبدالرزاق باب حرمۃ المدینۃ حدیث ۱۷۱۴۷ المجلس العلمی بیروت ۹/۲۶۱

[30] شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲

حدیث ۲۴: مسند الفردوس میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

یبعث اللہ عزوجل من ھٰذہ البقعۃ ومن ھذا الحرم سبعین الفا یدخلون الجنۃ بغیر حساب یشفع کل واحد منھم فی سبعین الفا وجوھھم کالقمر لیلۃ البدر[31]۔	اللہ تعالٰی روز قیامت اس بقیع اور اس حرم سے ستر ہزار شخص ایسے اٹھائے گا کہ بیحساب جنت میں جائیں گے اور ان میں ہر ایک ستر ہزار کی شفاعت کرے گا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔

اور اگر وہ حدیثیں گنی جائیں جن میں مکہ معظّمہ ومدینہ طیبہ کو حرمین فرمایا تو عدد کثیر ہیں، بالجملہ حدیثیں اس باب میں حد تواتر پر ہیں، تو بالیقین ثابت کہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے جنگل کا بتاکید تام واہتمام تمام وہی ادب مقرر فرمادیا جو مکہ معظّمہ کے جنگل کا ہے،

بایں ہمہ طائفہ تالفہ وہابیہ کا امام بد فرجام بکمال دریدہ دہنی صاف صاف لکھ گیا: ''گردو پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، یہ کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے بتائے ہیں پھر جو کوئی کسی پیر، پیغمبر یا بھوت وپری کے مکانوں کے گردو پیش کے جنگل کا ادب کرے تو اس پر شرک ثابت ہے''[32]

کیوں، ہم نہ کہتے تھے کہ یہ ناپاک مذہب ملعون مشرب اسی لئے نکلا ہے کہ اللہ ورسول تک شرک کا حکم پہنچائے پھر اور کسی کی کیا گنتی۔ تف ہزار تف بر روئے بد دینی۔ اب دیکھنا ہے کہ اس امام بے لگام کے مقلد کہ بڑے موحّد بنے پھرتے ہیں اپنے امام کا ساتھ دیتے ہیں یا محمد رسول اللہ پڑھنے کی کچھ لاج رکھتے ہیں۔ اللہ کے بے شمار درودیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ان کے ادب داں غلاموں پر۔

تنبیہ نبیہ: مسلمانو! صرف یہی نہ سمجھنا کہ اس گمراہ امام الطائفہ کے نزدیک حرم محترم حضور پرنور مالک الامم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ادب ہی شرک ہے، نہیں نہیں بلکہ اس کے مذہب

---

[31] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۸۱۲۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵/۲۶۰ وکنز العمال حدیث ۳۴۹۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۲۶۲

[32] تقویۃ الایمان مقدمۃ الکتاب مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۸

میں جو شخص حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سراپا طہارت کے لیے مدینہ طیبہ کو چلے اگرچہ چار پانچ ہی کوس کے فاصلے سے (کہ کہیں وہابیت کے شرک شدالرحال کا ماتھا نہ ٹھنکے) اس پر راستے میں بے ادبیاں بیہودگیاں کرتے چلنا فرض عین وجز ایمان ہے یہاں تک کہ اگر اپنے مالک وآقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عظمت وجلال کے خیال سے باادب مہذب بن کر چلے گا اس کے نزدیک مشرک ہوجائے گا۔ اسی کتاب ضلالت مآب کے اسی مقام میں "رستے میں نامعقول باتیں کرنے سے "[33]۔ بچنا بھی انہیں امور میں گنادیا جنہیں خدا پر افتراً کہتا ہے ''یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے اپنے بندوں کو بتائے ہیں جو کوئی کسی پیر وپیغمبر کے لیے کرے اس پر شرک ثابت ہے''[34]

سبحان اللہ! نامعقول باتیں کرنا بھی جزو ایمان نجدیہ ہے بلکہ سچ پوچھو تو ان کا تمام ایمان اسی قدر ہے وہ تو خیریہ ہوگئی کہ مجتہد الطائفہ کو یہ عبارت لکھتے وقت آیہ کریمہ "فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ" [35] (تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو نہ کوئی گناہ نہ کسی سے جھگڑا حج کے وقت۔ت) پوری یاد نہ آئی ورنہ راہ مدینہ طیبہ میں فسق وفجور کرتے چلنا بھی فرض کہہ دیتا وہ بھی ایسا کہ جو وہاں فسق سے باز آئے مشرک ہوجائے، ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

لطیفہ حقّہ: حضرات نجدیہ! خدارا انصاف، کیا افعال عبادت سے بچنا انبیاء واولیاء ہی کے معاملے سے خاص ہے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شرک کے کام جائز، نہیں نہیں جو شرک ہے ہر غیر خدا کے ساتھ شرک ہے، تو آپ حضرات جب اپنے کسی نذیر بشیر یا پیر فقیر یا مرید رشید یا دوست عزیز کے یہاں جایا کیجئے تو راستے میں لڑتے جھگڑتے ایک دوسرے کا سر پھوڑتے ماتھا رگڑتے چلا کیجئے ورنہ دیکھو کھلم کھلا مشرک ہوجاؤ گے ہرگز مغفرت کی بو نہ پاؤ گے کہ تم نے غیر حج کی راہ میں ان باتوں سے بچ کر وہ کام کیا جو اللہ نے اپنی عبادت کے لیے اپنے بندوں کو بتایا تھا اور اس جوتی پیزار میں یہ نفع کیسا ہے کہ ایک کام میں تین مزے، جدال ہونا تو خود ظاہر اور جب بلاوجہ ہے تو فسوق بھی حاضر اور رفث کے معنی ہر معقول بات کے ٹھہرے تو وہ بھی حاصل۔ ایک ہی بات میں ایمان نجدیت کے تینوں رکن کامل۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی

---

[33] تقویۃ الایمان مقدمۃ الکتاب مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۷و۸

[34] تقویۃ الایمان مقدمۃ الکتاب مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۷و۸

[35] القرآن الکریم ۲/۱۹۷

العظیم۔ الحمدللہ خامہ برق بار رضا خرمِ سوزی نجدیت میں سب سے نرالا رنگ رکھتا ہے، والحمدللہ رب العالمین۔

تذییل وتکمیل

اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت)

احکام الٰہی کی دو قسمیں ہیں: تکوینیہ مثل احیاء واماتت وقضائے حاجت ودفع مصیبت وعطائے دولت ورزق ونعمت وفتح وشکست وغیرہا عالم کے بندوبست۔

دوسرے تشریعیہ کہ کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب یا مباح کردینا مسلمانوں کے سچے دین میں ان دونوں حکموں کی ایک ہی حالت ہے کہ غیر خدا کی طرف بروجہ ذاتی احکام تشریعی کی اسناد بھی شرک۔

قال اللہ تعالٰی "اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ" [36]۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا: کیا ان کے لیے خدا کی الوہیت میں کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کے واسطے دین میں اور راہیں نکال دی ہیں جن کا خدا نے انہیں حکم نہ دیا۔

اور بروجہ عطائی امور تکوین کی اسناد بھی شرک نہیں۔

قال اللہ تعالٰی: "فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا" [37]۔

قسم ان مقبول بندوں کی جو کاروبار عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔

مقدمہ رسالہ میں شاہ عبدالعزیز کی شہادت سن چکے کہ:

حضرت امیر وذریۂ طاہرہ اوراتمام امت برمثال پیران و مرشدان می پرستند وامور تکوینیہ را بایشاں وابستہ میدانند [38]۔

حضرت امیر (مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم) اور ان کی اولاد کو تمام امت اپنے مرشد جیسا سمجھتی ہے اور امور تکوینیہ کو ان سے وابستہ جانتی ہے۔ (ت)

---

[36] القرآن الکریم ۴۲/۲۱

[37] القرآن الکریم ۷۹/۵

[38] تحفہ اثناعشریہ باب ہفتم درامامت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۴

مگر کچے وہابی ان دو قسموں میں فرق کرتے ہیں، اگر کہئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بات فرض کی یا فلاں کام حرام کر دیا تو شرک کا سودا نہیں اچھلتا، اور اگر کہئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعمت دی یا غنی کر دیا تو شرک سوجھتا ہے۔ یہ انکا نرا تحکم ہی نہیں خود اپنے مذہب نامہذب میں کچا پن ہے۔ جب ذاتی اور عطائی کا تفرقہ اٹھا دیا پھر احکام میں فرق کیسا، سب کا یکساں شرک ہونا لازم، آخر ان کا امام مطلق وعام کہہ گیا کہ:

''کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے اور نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں''[39]۔ نیز کہا: ''کسی کام کو روا یا ناروا کر دینا اللہ ہی کی شان ہے''[40]۔

صاف تر کہا: ''کسی کی راہ ورسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انہیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں تو جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہے''[41]۔ اور آگے اس کا قول: ''سو اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کا خبر دینا ہے''[42]۔

اس میں وہ رسول کو حاکم نہیں مانتا صرف مخبر و پیغام رساں مانتا ہے اور اس سے پہلے حصہ کے ساتھ تصریح کر چکا ہے کہ: ''پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے کہ برے کام پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سنا دیوے''[43]

نیز کہا کہ:

[39] تقویۃ الایمان الفصل الثالث مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۰
[40] تقویۃ الایمان الفصل الثالث مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۰
[41] تقویۃ الایمان الفصل الرابع مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۸
[42] تقویۃ الایمان الفصل الرابع مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۸
[43] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۸

''انبیاء اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں[44]"۔ صرف بتانے جاننے پہچاننے پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ حکم ان کے ہیں فرائض کو انہوں نے فرض کیا محرمات کو انہوں نے حرام کردیا۔

آخر ہمیں جو احکام معلوم ہوئے اپنے بزرگوں سے آئے انہیں ان کے اگلوں نے بتائے، یونہی طبقہ بطبقہ تبع کو تابعین، تابعین کو صحابہ، صحابہ کو سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے، تو کیا کوئی یوں کہے گا کہ نماز میرے باپ نے فرض کی ہے یا زنا کو میرے استاد نے حرام کردیا۔ نبی کی نسبت اگر یوں کہئے گا تو وہی ذاتی عطائی کا فرق مان کر، اور کسی کی راہ ماننے اور اس کا حکم سند جاننے کو ان افعال سے گن چکا جو اللہ تعالٰی نے اپنی تعظیم کے لیے خاص کئے ہیں اور انہیں غیر کے لیے کرنے کا نام اشراک فی العبادۃ رکھا، اور اس قسم میں بھی مثل دیگر اقسام تصریح کی کہ:

''پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ انکی اس طرح کی تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے''[45]۔ تو ذاتی و عطائی کا تفرقہ دین نجدی میں قیامت کا تفرقہ ڈال دے گا۔ وہ صاف کہہ چکا: ''نہیں حکم کسی کا سوائے اللہ کے اس نے تو یہی حکم کیا ہے کہ کسی کو اس کے سوا مت مانو''[46]۔

جب رسول کو ماننے ہی کی نہ ٹھہری تو رسول کو حاکم ماننا اور فرائض و محرمات کو رسول کے فرض و حرام کردینے سے جاننا کیونکر شرک نہ ہوگا، غرض وہ اپنی دھن کا پکا ہے، ولہذا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کس قدر تاکید شدید سے مدینہ طیبہ کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب فرض کیا اور اس میں شکار وغیرہ منع فرمایا، مگر یہ جو ارشاد ہوا کہ ''مدینے کو حرم میں کرتا ہوں۔ "اس چوٹی کے موحد نے کہ جا بجا کہتا ہے کہ "خدا کے سوا کسی کو نہ مانو''صاف صاف حکم شرک جڑدیا اور اللہ واحد قہار کے غضب کا کچھ خیال نہ کیا" وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ

[44] تقویۃ الایمان الفصل الثانی فی ردالاشراک فی العلم مطبع علیمی اندرون لاہاری دروازہ لاہور ص ١٧

[45] تقویۃ الایمان مقدمۃ الکتاب مطبع علیمی اندرون لاہاری دروازہ لاہور ص ٨

[46] تقویۃ الایمان الفصل الرابع مطبع علیمی اندرون لاہاری دروازہ لاہور ص ٢٨

یَّنۡقَلِبُوۡنَ "[47] (اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ت) تو مناسب ہوا کہ بعض احادیث وہ بھی ذکر کرجائیں جن میں احکام تشریعیہ کی اسناد صریح ہے، اوراب اس قسم کی خاص دو آیتوں کا ذکر بھی محمود، اگرچہ آیات گزشتہ سے بھی دو آیتوں میں یہ مطلب موجود، اوران کے ذکر سے جب عدد آیات انصاف عقود سے متجاوز ہوگا تو تکمیل عقد کے لیے تین آیتوں کا اور بھی اضافہ ہو کہ پچاس کا عدد پورا ہو جس طرح احادیث میں بعونہ تعالیٰ پانچ خمسین یعنی ڈھائی سو کا عدد کامل ہوگا، ورنہ استیعاب آیات عـــہ میں منظور، نہ احادیث میں مقدور، واللہ الھادی الی منائر النور،

عـــہ: مثلاً یہی احکام تشریعیہ کی آیات بکثرت ہیں جن سے دو ہی یہاں مذکور، یونہی اس مضمون میں کہ خلائق کو موت فرشتے دیتے ہیں، صرف دو آیتیں اوپر گزریں، قرآن پاک میں پانچ آیتیں اس مضمون کی اور ہیں، ہم ان پانچ کو یہاں ذکر کردیں کہ اول پانچ آیتیں کتب سابقہ سے مذکور ہوئی ہیں ان کے سبب پچاس پوری صرف قرآن عظیم سے ہوجائیں۔

آیت ۱: " اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰىهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ "[48]۔	بیشک وہ لوگ جنہیں موت دی فرشتوں نے۔
آیت ۲: " جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوۡنَهُمۡ "[49]۔	ہمارے رسول ان کے پاس آئے انہیں موت دینے کو۔
آیت ۳: " وَلَوۡ تَرٰۤی اِذۡ یَتَوَفَّی الَّذِیۡنَ كَفَرُوا الۡمَلٰٓئِكَةُ "[50]۔	کاش تم دیکھو جب کافروں کو موت دیتے ہیں فرشتے۔
آیت ۴: " اِنَّ الۡخِزۡیَ الۡیَوۡمَ وَالسُّوۡٓءَ عَلَی الۡكٰفِرِیۡنَ ۙ الَّذِیۡنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ "[51]۔	بیشک آج کے دن رسوائی اور مصیبت کافروں پر ہے جنہیں موت فرشتے دیتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ستم ڈھائے ہوئے ہیں۔
آیت ۵: " كَذٰلِكَ یَجۡزِی اللّٰهُ الۡمُتَّقِیۡنَ ۙ الَّذِیۡنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیۡنَ "[52]	ایسا ہی بدلہ دیتا ہے اللہ پرہیزگاروں کو جنہیں موت فرشتے دیتے ہیں پاکیزہ حالت میں۔

جعلنا منھم بفضل رحمتہ اٰمین (اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل ورحمت سے انہیں میں سے کردے۔آمین۔ت)

---

[47] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

[48] القرآن الکریم ۴/ ۹۷

[49] القرآن الکریم ۷/ ۳۷

[50] القرآن الکریم ۸/ ۵۰

[51] القرآن الکریم ۱۶/ ۲۸، ۲۷

[52] القرآن الکریم ۱۶/ ۳۱و۳۲

ہم پہلے وہ تین آیتیں تلاوت کریں کہ پھر احکام تشریعیہ کا بیان آیات واحادیث سے مسلسل رہے وباللہ التوفیق۔

آیت ۴۶: "اِنۡ كُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَيۡهَا حَافِظٌ" [53]۔ کوئی جان نہیں جس پر ایک نگہبان متعین نہ ہو۔

آیت ۴۷: "الٓرٰ كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَيۡكَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ۙ بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ اِلٰى صِرَاطِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ" [54]۔ یہ کتاب ہم نے تمہاری طرف اتاری تاکہ تم اے نبی! لوگوں کو اندھیروں سے نکال لو روشنی کی طرف انکے رب کی پروانگی سے غالب سراہے گئے کی راہ کی طرف۔

آیت ۴۸: "وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اَنۡ اَخۡرِجۡ قَوۡمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ۙ" [55]۔ اور بیشک بالیقین ہم نے موسٰی کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ اے موسٰی! تو نکال لے اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف۔

اقول: اندھیریاں کفر وضلالت ہیں اور روشنی ایمان وہدایت جسے غالب سراہے گئے کی راہ فرمایا۔ اور ایمان وکفر میں واسطہ نہیں، ایک سے نکالنا قطعًا دوسرے میں داخل کرنا ہے۔ تو آیات کریمہ صاف ارشاد فرمارہی ہیں کہ بنی اسرائیل کو موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفر سے نکالا اور ایمان کی روشنی دے دی اس امت کو مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کفر سے چھڑاتے ایمان عطافرماتے ہیں، اگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ کام نہ ہوتا انہیں اس کی طاقت نہ ہوتی تو رب عزوجل کا انہیں یہ حکم فرمانا کہ کفر سے نکال لو معاذ اللہ تکلیف مالا یطاق تھا۔

الحمد للہ! قرآن عظیم نے کیسی تکذیب فرمائی امام وہابیہ کے اس حصر کی کہ:

"پیغمبر خدا نے بیان کردیا کہ مجھ کو نہ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی، میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا تو کیا کرسکوں۔ غرض کہ کچھ قدرت مجھ میں نہیں، فقط پیغمبری کا مجھ کو دعوی ہے اور پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے

[53] القرآن الکریم ۴/۸۶

[54] القرآن الکریم ۱/۱۴

[55] القرآن الکریم ۵/۱۴

کہ برے کام پر ڈرادیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سنادیوے دل میں یقین ڈال دینا میرا کام نہیں انبیاء میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو کہ مرادیں پوری کردیویں یا فتح وشکست دے دیویں یا غنی کردیویں یا کسی کے دل میں ایمان ڈال دیویں ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار [56] اھ'' ملخصًا۔

مسلمانو! اس گمراہ کے ان الفاظ کو دیکھو اور ان آیتوں اور حدیثوں سے کہ اب تک گزریں ملاؤ دیکھو یہ کس قدر شدت سے خدا و رسول کو جھٹلارہا ہے، خیر اسے اس کی عاقبت کے حوالے کیجئے، شکر اس اکرم الاکرمین کا بجالایئے جس نے ہمیں ایسے کریم اکرم دائم الکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہاتھ سے ایمان دلوایا ان کے کرم سے امید واثق ہے کہ بعونہ تعالٰی محفوظ بھی رہے۔

تونے اسلام دیا تونے جماعت میں لیا
توکریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا [57]

ہاں یہ ضرور ہے کہ عطائے ذاتی خاصہ خدا ہے "اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ" [58] (بیشک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کردو۔ت) وغیرہا میں اسی کا تذکرہ ہے کچھ ایمان کے ساتھ خاص نہیں پیسہ کوڑی بھی بے عطائے خدا کوئی بھی اپنی ذات سے نہیں دے سکتا۔ ع

تاخدا نہ دہد سلیماں کے دہد
(جب تک خدا نہ دے سلیمان کیسے دے سکتا ہے۔ت)

یہی فرق ہے جسے گم کرکے تم ہر جگہ بہکے اور "اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ" [59]۔ (اور خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔ت) میں داخل ہوئے۔

نسأل اللہ العافیة وتمام العافیة ودوام العافیه و الحمدللہ رب العٰلمین۔ ہم اللہ تعالٰی سے کامل دائمی عافیت کا سوال کرتے ہیں، اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔(ت)

[56] تقویۃ الایمان الفصل الثانی فی ردالاشراک فی العلم مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۵

[57] حدائق بخشش وصل اول مکتبہ رضویہ کراچی ص ۳

[58] القرآن الکریم ۲۸/۵۶

[59] القرآن الکریم ۲/۸۵

آیت ۴۹: "قَاتِلُوا الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ لَا بِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ لَا یُحَرِّمُوۡنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗ"[60]۔

لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اور نہ پچھلے دن پر، اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جسے حرام کردیا ہے اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے۔

آیت ۵۰: "مَا کَانَ لِمُؤۡمِنٍ وَّ لَا مُؤۡمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗۤ اَمۡرًا اَنۡ یَّکُوۡنَ لَہُمُ الۡخِیَرَۃُ مِنۡ اَمۡرِہِمۡ ؕ وَ مَنۡ یَّعۡصِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیۡنًا ﴿ؕ۳۶﴾"[61]۔

نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو کہ جب حکم کریں اللہ ورسول کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار ہے اپنی جانوں کا اور جو حکم نہ مانے اللہ ورسول کا وہ صریح گمراہی میں بہکا۔

یہاں سے ائمہ مفسرین فرماتے ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قبل طلوع آفتاب اسلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو مول لے کر آزاد فرمایا اور متبنّٰی بنایا تھا، حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالٰی عنہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پھوپھی امیہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں حضرت زید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نکاح کا پیغام دیا، اول تو راضی ہوئیں اس گمان سے کہ حضور اپنے لئے خواستگاری فرماتے ہیں، جب معلوم ہا کہ زید رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے طلب ہے انکار کیا اور عرض کر بھیجا کہ یا رسول اللہ! میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں ایسے شخص کے ساتھ اپنا نکاح پسند نہیں کرتی، اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بھی اسی بنا پر انکار کیا، اس پر یہ آیہ کریمہ اتری، اسے سن کر دونوں بہن بھائی رضی اللہ تعالٰی عنہما تائب ہوئے اور نکاح ہوگیا[62]"۔

ظاہر ہے کہ کسی عورت پر اللہ عزوجل کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی نخواہی راضی ہو جائے خصوصًا جبکہ وہ اس کا کفو نہ ہو خصوصًا جبکہ عورت کی شرافت خاندان کواکب ثریا سے بھی بُلند و بالاتر ہو، بایں ہمہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دیا ہوا پیام نہ ماننے پر رب العزۃ جل جلالہ نے بعینہٖ وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو کسی فرض الٰہ کے ترک پر فرمائے جاتے

[60] القرآن الکریم ۹/۲۹

[61] القرآن الکریم ۳۳/۳۶

[62] الجامع لاحکام القرآن (امام قرطبی) تحت الآیۃ ۳۳/۳۶ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴/۱۸۵ والدر المنثور تحت الآیۃ ۳۳/۳۶ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶/۶۳۷ و ۶۳۸

اور رسول کے نام پاک کے ساتھ اپنا نام اقدس بھی شامل فرمایا یعنی رسول جو بات تمہیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب ان کے فرمانے سے فرض قطعی ہو گئی مسلمانوں کو اس کے نہ ماننے کا اصلًا اختیار نہ رہا جو نہ مانے گا صریح گمراہ ہو جائے گا دیکھو رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح وجائز امر تھا، وللہذا ائمہ دین خدا ورسول کے فرض میں فرق فرماتے ہیں کہ خدا کا کیا ہوا فرض اس فرض سے اقوی ہے جسے رسول نے فرض کیا ہے۔اور ائمہ محققین تصریح فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کردیں جو چاہیں ناجائز فرمادیں، جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنٰی فرمادیں۔امام عارف باللہ سید عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبرٰی باب الوضو میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نقل فرماتے ہیں:

کان الامام ابو حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ من اکثر الائمۃ ادبًا مع اللہ تعالٰی ولذٰلک لم یجعل النیۃ فرضا وسمی الوتر واجبًا لکونھما ثبتا بالسنۃ لابالکتاب فقصد بذٰلک تمییز مافرضہ اللہ تعالٰی وتمییز ما اوجبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان مافرضہ اللہ تعالٰی اشد مما فرضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من ذات نفسہ حین خیّرہ اللہ تعالٰی ان یوجب ماشاء اولایوجب [63]۔

یعنی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان اکابر ائمہ میں ہیں جن کا ادب اللہ عزوجل کے ساتھ بہ نسبت اور ائمہ کے زائد ہے اسی واسطے انہوں نے وضو میں نیت کو فرض نہ کیا اور وتر کا نام واجب رکھا، یہ دونوں سنت سے ثابت ہیں نہ کہ قرآن عظیم سے، تو امام نے ان احکام سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالٰی کے فرض اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فرض میں فرق وتمیز کردیں اس لئے کہ خدا کا فرض کیا ہوا اس سے زیادہ مؤکد ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے فرض کردیا جبکہ اللہ عزوجل نے حضور کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کردیں جسے نہ چاہیں نہ کریں۔

اس میں بارگاہ وحی وتضرع احکام کی تصویر دکھا کر فرمایا:

[63] میزان الشریعۃ الکبرٰی باب الوضو دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۱۴۷

کان الحق تعالٰی جعل لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یشرع من قبل نفسہ ماشاء کما فی حدیث تحریم شجر مکۃ فان عمّہ العباس رضی اللہ تعالٰی عنہ لما قال لہ یارسول اللہ الا الاذخر فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا الاذخر ولو ان اللہ تعالٰی لم یجعل لہ ان یشرع من قبل نفسہ لم یتجرّأ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یستثنی شیئامما حرمہ اللہ تعالٰی[64]۔

یعنی حضرت عزت جل جلالہ نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں جس طرح حرم مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! گیاہ اذخر کو اس حکم سے نکال دیجئے۔فرمایا: اچھا نکال دی، اس کا کاٹنا جائز کردیا۔اگر اللہ سبحانہ نے حضور کو یہ رتبہ نہ دیا ہو تا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمائیں تو حضور ہر گز جرات نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے کچھ مستثنٰی فرمادیں۔

اقول: یہ مضمون متعدد احادیث صحیحہ میں ہے:

حدیث ۱: ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما صحیحین میں:

فقال العباس رضی اللہ تعالٰی عنہ الا الاذخر لساغتنا وقبورنا، فقال الا الاذخر[65]۔

یعنی عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! مگر اذخر کہ وہ ہمارے سناروں اور قبروں کے کام آتی ہے۔فرمایا: مگر اذخر۔

حدیث ۲: ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نیز صحیحین میں:

قال رجل من قریش الا الاذخر

ایک مرد قریش نے عرض کی: مگر اذخر

---

[64] میزان الشریعۃ الکبرٰی فصل فی بیان جملۃ من الامثلۃ المحسوسۃ الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۶۰

[65] صحیح بخاری، کتاب العمرۃ، باب باب لاینفر صید الحرم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۴۷، صحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم مکۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۳۸ و ۴۳۹

یارسول اللہ فانا نجعلہ فی بیوتنا وقبورنا۔فقال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا الاذخر الا الا ذخر[66]۔

یارسول اللہ کہ ہم اسے اپنے گھروں اور قبروں میں صَرف کرتے ہیں۔نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: مگر اذخر مگر اذخر۔

حدیث ۳: صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سنن ابن ماجہ میں:

فقال العباس رضی اللہ تعالٰی عنہ الا الا ذخر فانہ للبیوت والقبور فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا الا ذخر[67]۔

عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: مگر اذخر کہ وہ گھروں اور قبروں کے لیے ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر۔

نیز میزان مبارک میں شریعت کی کئی قسمیں کیں،ایک وہ جس پر وحی وارد ہوئی،

الثانی ما اباح الحق تعالٰی لنبیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یسنہ علی رایہ ھو کتحریم لبس الحریر علی الرجال وقولہ فی حدیث تحریم مکۃ الا الا ذخر ولو لا ان اللہ تعالٰی کان یحرم جمیع نبات الحرم لم یستثن صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الاذخر ونحو حدیث لو لا ان اشق علی امتی لاخرت العشاء الی ثلث اللیل و نحو حدیث لو قلت نعم لوجبت ولم تستطیعوا فی جواب من

یعنی شریعت کی دوسری قسم وہ ہے جو مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ان کے رب عزوجل نے ماذون فرمادیا کہ خود اپنی رائے سے جو راہ چاہیں قائم فرمادیں، مردوں پر ریشم کا پہننا حضور نے اسی طور پر حرام فرمایا اور اسی حرمت مکہ سے گیاہِ اذخر کو استثناء فرمادیا۔اگر اللہ عزوجل نے مکہ معظّمہ کی ہر جڑی بوٹی کو حرام نہ کیا ہوتا تو حضور کو اذخر کے مستثنٰی فرمانے کی کیا حاجت ہوتی۔اور اسی قبیل سے ہے حضور کا ارشاد کہ اگر امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی رات تک ہٹا دیتا۔اور اسی باب سے ہے کہ جب حضور نے فرض حج بیان فرمایا کسی نے عرض کی: یارسول اللہ!

---

[66] صحیح البخاری کتاب العلم باب کتابۃ العلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۲،صحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم مکۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۳۹

[67] سنن ابن ماجہ ابواب المناسك فضل المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۳۱

قال له فی فریضة الحج اکل عام یارسول اللہ قال لا و لو قلت نعم لو جبت وقد کان صلی اللہ تعالٰی علیہ و سلم یخفف علی امته وینهاهم عن کثرة السؤال و یقول اترکونی ماترکتم[68] اھ باختصار۔

کیا حج ہر سال فرض ہے؟ فرمایا: نہ، اور اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جائے اور پھر تم سے نہ ہو سکے اور یہی وجہ ہے کہ حضور اپنی امت پر تخفیف وآسانی فرماتے اور مسائل زیادہ پوچھنے سے منع کرتے اور فرماتے ہیں مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑوں۔

اقول: یہ مضمون بھی کہ ''میں نماز عشا کو مؤخر فرمادیتا'' متعدد احادیث صحیحہ میں ہے۔

حدیث ۴: ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما معجم کبیر طبرانی میں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لولا ضعف الضعیف وسقم السقیم لاخرت صلٰوۃ العتمة[69]۔

اگر ضعیف کے ضعف اور مریض کے مرض کا پاس نہ ہوتا تو میں نماز عشا کو پیچھے ہٹادیتا۔

حدیث ۵: ابی سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ مسند احمد وسنن ابی داؤد وابن ماجہ وغیرہا میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لولا ضعف الضعیف وسقم السقیم وحاجة ذی الحاجة لاخرت هذه الصلٰوۃ الی شطر اللیل[70]۔

اگر کمزور کی ناتوانی اور بیمار کے مرض اور کامی کے کام کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک موخر فرمادیتا۔

و رواه ابن ابی حاتم بلفظ لولا ان یثقل علی امتی لاخرت صلٰوۃ العشاء الی ثلث اللیل[71]۔

ابن ابی حاتم نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا: اگر میں اپنی امت پر بوجھ محسوس نہ کرتا تو میں عشاء کو تہائی رات تک ہٹا دیتا۔ (ت)

---

[68] میزان الشریعة الکبرٰی فصل شریف فی بیان الذم من الائمة الخ دار الکتب العلمیة بیروت ۱/۶۷

[69] المعجم الکبیر عن عباس حدیث ۱۲۱۶۱ المکتبة الفیصلیة بیروت ۱۱/۴۰۹

[70] سنن ابی داود کتاب الصلٰوۃ باب وقت العشاء آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۶۱، سنن ابن ماجة کتاب الصلٰوۃ باب وقت العشاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۰، مسند احمد بن حنبل عن ابی سعید الخدری المکتب الاسلامی بیروت ۳/۵

71

حدیث ۶: ابی ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ احمد وابن ماجہ ومحمد بن نصر کی روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لولا ان اشق علی امتی لاخرت العشاء الٰی ثلث اللیل او نصف اللیل[72]۔ اگر اپنی امت کو مشقت میں ڈالنے کا لحاظ نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی یا آدھی رات تک ہٹا دیتا۔

واخرجہ ابن جریر فقال الی نصف اللیل[73]۔ (ابن جریر نے روایت کیا، فرمایا: آدھی رات تک۔ت)

اور ان کے سوا احادیث صحیحہ عنقریب اسی معنٰی میں آتی ہیں ان شاء اللہ تعالٰی۔ نیز یہ مضمون کہ "میں ہاں فرمادوں تو حج ہر سال فرض ہوجائے" متعدد احادیث صحاح میں ہے۔

حدیث ۷: ابی ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ **عند احمد ومسلم**[74] **والنسائی** (امام احمد، مسلم اور نسائی کے نزدیک۔ت)

حدیث ۸: امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لا ولو قلت نعم لوجبت۔ رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ[75]۔ ہر سال فرض نہیں اور میں ہاں کہہ دوں تو فرض ہوجائے۔ (اس کو احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ت)

---

[72] سنن ابن ماجۃ، کتاب الصلوٰۃ وقت العشاء آفتاب عالم پریس لاہور ص ۵۰، کنزالعمال بحوالہ حم ومحمد بن نصر حدیث ۱۹۴۸۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۷/۳۹۹

[73]

[74] صحیح مسلم کتاب الحج باب فرض الحج مرۃ فی العمر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۳۲، سنن النسائی کتاب مناسك الحج باب وجوب الحج نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/۱، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۵۰۸

[75] سنن الترمذی کتاب الحج باب ماجاء کم فرض الحج حدیث ۸۱۴ دارالفکر بیروت ۲/۲۲۰، سنن الترمذی کتاب التفسیر باب ومن سورۃ المائدۃ حدیث ۳۰۶۶ دارالفکر بیروت ۵/۴۰، سنن ابن ماجۃ ابواب المناسك باب فرض الحج ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱۳، مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۱۳

حدیث ۹: ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے:

لوقلت نعم لو جبت ثم اذًا لاتسمعون ولا تطیعون۔	میں ہاں فرمادوں تو فرض ہوجائے پھر تم نہ سنو نہ بجالاؤ۔
رواہ احمد[76] والدارمی والنسائی۔	(اس کو احمد، دارمی اور نسائی نے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۰: انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کو فرمایا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے:

لو قلت نعم لوجبت ولو وجبت لم تقوموا بھاولولم تقوموا بھاعذبتم۔رواہ ابن ماجۃ[77]۔	اگر میں ہاں فرمادوں تو واجب ہوجائے اور اگر واجب ہوجائے تو بجانہ لاؤ اور اگر بجانہ لاؤ تو عذاب کئے جاؤ (اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ت)

اور مضمون اخیر کہ "مجھے چھوڑے رہو" یہ بھی صحیح مسلم وسنن نسائی میں اسی حدیث ابی ہریرہ کے ساتھ ہے کہ فرمایا:

لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم۔	اگر میں فرماتا ہاں، تو ہر سال واجب ہوجاتا اور بیشک تم نہ کرسکتے۔

پھر فرمایا:

ذرونی ماترکتم فانما ھلك من کان قبلکم بکثرۃ سؤالھم واختلافھم علی انبیآئھم فاذا امرتکم بشیئ فاتوا منہ مااستطعتم واذا نھیتکم	مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑوں کہ اگلی امتیں اسی کثرت سوال اور اپنے انبیاء کے خلاف مراد چلنے سے ہلاک ہوئیں تو جب میں تمہیں کسی بات کا حکم فرماؤں تو جتنی ہوسکے

[76] سنن النسائی کتاب مناسك الحج باب وجوب الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۱/ ۶۱، سنن الدارمی کتاب مناسك الحج باب کیف وجوب الحج دارالمحاسن للطباعۃ القاھرۃ ۲/ ۳۶۱، مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۵۵

[77] سنن ابن ماجۃ ابواب المناسك باب فرض الحج ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱۳

عن شیئ فدعوہ۔رواہ ابن ماجہ [78] مفردا۔ بجالاؤ اور جب بات سے منع فرماؤں تو اسے چھوڑ دو۔(اس کو تنہا ابن ماجہ نے ہی روایت کیا۔ت)

یعنی جس بات میں میں تم پر وجوب یا حرمت کا حکم نہ کروں اسے کھود کھود کر نہ پوچھو کہ پھر واجب حرام کا حکم فرمادوں تو تم پر تنگی ہو جائے۔ یہاں سے بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جس بات کا نہ حکم دیا نہ منع فرمایا وہ مباح و بلاحرج ہے۔وہابی اسی اصل اصیل سے جاہل ہو کر ہر جگہ پوچھتے ہیں خدا اور رسول نے اس کا کہاں حکم دیا ہے۔ان احمقوں کو اتنا ہی جواب کافی ہے کہ خدا اور رسول نے کہاں منع کیا ہے،جب حکم نہ دیا نہ منع کیا تو جواز رہا،تم جو ایسے کاموں کو منع کرتے ہو اللہ ورسول پر افترا کرتے بلکہ خود شارع بنتے ہو کہ شارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع کیا نہیں اور تم منع کر رہے ہو۔ مجلس میلاد مبارک وقیام وفاتحہ و سوم وغیرہا مسائل بدعت وہابیہ سب اسی اصل سے طے ہو جاتے ہیں۔اعلٰی حضرت حجۃ الخلف بقیۃ السلف خاتمۃ المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد نے کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد میں اس کا بیان اعلٰی درجہ کا روشن فرمایا ہے۔فنور اللہ منزلہ واکرم عندہ نزلہ اٰمین۔امام احمد قسطلانی مواہب لدنیۃ شریف میں فرماتے ہیں:

من خصائصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان یخص من شاء بما شاء من الاحکام [79]۔ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خصائص کریمہ سے ہے کہ حضور شریعت کے عام احکام سے جسے چاہتے مستثنٰی فرما دیتے۔

علامہ زرقانی نے شرح میں بڑھایا: علامہ زرقانی نے شرح میں بڑھایا: من الاحکام وغیرھا۔کچھ احکام ہی کی خصوصیت نہیں حضور جس چیز سے چاہیں جسے چاہیں خاص فرمادیں [80] صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

---

[78] صحیح مسلم کتاب الحج باب فرض الحج مرۃ فی العمر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۳۲،سنن النسائی کتاب مناسك الحج باب وجوب الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۲/۱،سنن ابن ماجۃ باب اتباع سنۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲

[79] المواہب اللدنیۃ المقصد الرابع الفصل الثانی المکتب الاسلامی بیروت ۲/۶۸۹

[80] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد الرابع دار المعرفۃ بیروت ۵/۳۲۲

امام جلیل جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے خصائص الکبرٰی شریف میں ایک باب وضع فرمایا:

باب اختصاصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بانہ یخص من شاء بما شاء من الاحکام[81]۔

باب اس بیان کا کہ خاص نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یہ منصب حاصل ہے کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔

امام قسطلانی نے اس کی نظیر میں پانچ واقعے ذکر کئے اور امام سیوطی نے دس، پانچ وہ اور پانچ اور۔ فقیر نے ان زیادات سے تین واقعے ترک کردئے اور پندرہ اور بڑھائے، اور ان کی احادیث بتوفیق اللہ تعالٰی جمع کیں کہ جملہ بائیس ۲۲ واقعے ہوئے وللہ الحمد ان کی تفصیل اور ہر واقعے پر حدیث سے دلیل سنئے:

حدیث صحیحین۱: میں براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے ان کے ماموں ابو بردہ بن نیاز رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نماز عید سے پہلے قربانی کرلی تھی جب معلوم ہوا یہ کافی نہیں عرض کی: یارسول اللہ وہ تو میں کرچکا اب میرے پاس چھ ۶ مہینے کا بکری کا بچہ ہے مگر سال بھر والے سے اچھا ہے۔ فرمایا:

اجعلہا مکانہا ولن تجزی عن احد بعدك[82]۔

اس کی جگہ اسے کردو اور ہرگز اتنی عمر کی بکری تمھارے بعد دوسروں کی قربانی میں کافی نہ ہوگی۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے نیچے ہے:

خصوصیۃ لہ لاتکون لغیرہ اذکان لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یخص من شاء بما شاء من الاحکام[83]۔

یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک خصوصیت ابو بردہ کو بخشی جس میں دوسرے کا حصہ نہیں اس لئے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔

---

[81] الخصائص الکبرٰی باب اختصاصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بانہ یخص من شاء الخ مرکز اہلسنت گجرات الہند ۲/۲۶۲

[82] صحیح البخاری کتاب العیدین باب الخطبۃ بعد العید قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۳۲، صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب وقتہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۵۴

[83] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب العیدین حدیث ۹۶۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/۶۵۷

نیز **حدیث**: صحیحین میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو قربانی کے لئے جانور عطافرمائے ان کے حصے میں ششماہہ بکری آئی حضور سے حال عرض کیا۔ فرمایا: **ضَحِّ بھا**[84]۔ تم اسی کی قربانی کردو۔ سنن بیہقی میں بسند صحیح اتنااور زائد ہے:

ولا رخصۃ فیہا لاحد بعدك[85]۔ تمہارے بعد اور کسی کے لیے اس میں رخصت نہیں۔

شیخ محقق اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

احکام مفوض بود بوے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بر قول صحیح[86]۔ قول صحیح کے مطابق احکام حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سپرد تھے۔ (ت)

حدیث: صحیح مسلم میں ام عطیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے جب بیعت زنان کی آیت اتری اوراس میں ہر گناہ سے بچنے کی شرط تھی کہ **لایعصینك فی معروف**، اور مردے پر بَین کرکے رونا چیخنا بھی گناہ تھا میں نے عرض کی:

یارسول اللہ الا اٰل فلان فانھم کانوا اسعدونی فی الجاھلیۃ فلابدلی من ان اسعدھم۔ یارسول اللہ! فلاں گھر والوں کو استثناء فرمادیجئے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں میرے ساتھ ہوکر میری ایک میت پر نوحہ کیا تھا تو مجھے ان کی میت پر نوحے میں ان کا ساتھ دینا ضروری ہے۔

فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا اٰل فلان[87]۔ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اچھا وہ مستثنٰی کردئے۔

[84] صحیح البخاری کتاب الاضاحی باب قسمۃ الاضاحی بین الناس قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۸۳۲، صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب سن الاضحیۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۵۵

[85] السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الضحایا باب لایجزی الجذع الخ دارصادر بیروت ۹/۲۷۰، کنزالعمال حدیث ۱۲۲۵۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۵/۱۰۵

[86] اشعۃ اللمعات شرح المشکوٰۃ باب الاضحیۃ الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۶۰۹

[87] صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی نھی النساء عن النیاحۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۰۴

اور سنن نسائی میں ارشاد فرمایا: اذھبی فاسعدیھا۔ جاان کا ساتھ دے آ۔
یہ گئیں اور وہاں نوحہ کرکے پھر واپس آکر بیعت کی[88]۔

ترمذی کی روایت میں ہے: فاذن لھا[89]۔ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں نوحہ کی اجازت دے دی۔

مسند احمد میں ہے، فرمایا: اذھبی فکافیھم[90]۔ جاؤان کا بدلہ اتار آؤ۔

امام نووی اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں یہ حضور نے خاص رخصت ام عطیہ کو دے دی تھی خاص آل فلاں کے بارے میں وللشارع ان یخص من العموم ماشاء[91]۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہے خاص فرمادیں۔

یہی مضمون حدیث ۱۲ ابن مردویہ میں عبداللہ ابن عباس سے خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہما سے ہے:

انھا قالت یارسول اللہ کان ابی واخی ماتافی الجاھلیۃ و ان فلانۃ اسعدتنی وقدمات اخوھا الحدیث[92]۔	اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، زمانہ جاہلیت میں میرا باپ اور بھائی فوت ہوئے تو فلاں عورت نے میرا ساتھ دیا تھااور اب اس کا بھائی فوت ہوا ہے۔(ت)

حدیث ۱۳: ترمذی میں اسماء بنت یزید انصاری رضی اللہ عنہا سے ہے انہوں نے بھی ایک نوحے کا بدلہ اتارنے کی اجازت مانگی حضور نے انکار فرمایا،

قالت فراجعتہ مرارا فاذن لی ثم لم انح بعد ذٰلک[93]۔	میں نے کئی بار حضور سے عرض کی، آخر حضور نے اجازت دے دی۔ پھر میں نے کہیں نوحہ نہ کیا۔

---

[88] سنن النسائی کتاب البیعۃ باب بیعۃ النساء نور محمد کارخانہ کراچی ۱۸۳/۲

[89] سنن الترمذی کتاب التفسیر تحت الآیۃ ۱۲/۶۰ حدیث ۳۳۱۸ دارالفکر بیروت ۲۰۲/۵

[90] مسند احمد بن حنبل ۴۰۷/۶ و ۴۰۸ والدرالمنثور تحت الآیۃ ۱۲/۶۰ بیروت ۱۳۳/۸

[91] شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی نھی النساء عن النیاحۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۰۴/۱

[92]

[93] سنن الترمذی کتاب التفسیر سورۃ الممتحنۃ حدیث ۳۳۱۸ دارالفکر بیروت ۲۰۲/۵

حدیث ۱۴: احمد طبرانی میں مصعب بن نوح سے ہے ایک بڑی بی [عہ] نے وقت بیعت نوحے کا بدلہ اتارے کا اذن چاہا، فرمایا: **اذھبی فکافیھم** [94]۔ جاؤ عوض کرآؤ۔

اقول: فظاھر ان کلا رخصۃ تختص بصاحبتھا لاشرکۃ فیھا لغیرھا فلاینکر بما ذکرنا علی قول النووی ان ھذا محمول علی الترخیص لام عطیۃ فی اٰل فلان خاصۃ وبمثلہ یندفع ما استشکلوا من التعارض فی حدیثی التضحیۃ لابی بردۃ وعقبۃ لاسیما مع زیادۃ البیھقی المذکورۃ فانہ حکم لاخبر ولاشك ان الشارع اذا خص ابابردۃ کان کل من سواہ داخلاً فی عموم عدم الاجزاء وکذا حین خص عقبۃ فصدق فی کل مرۃ لن تجزی احدًا بعد فافھم فقد خفی علی کثیر من الاعلام۔

میں کہتا ہوں ظاہر ہے کہ ہر رخصت صاحت رخصت کے ساتھ مختص ہوتی ہے۔ اس میں کسی غیر کی شرکت نہیں ہوتی۔ چنانچہ جو ہم نے ذکر کیا اس کی وجہ سے امام نووی کے قول کا انکار نہیں ہوتا کہ بیشک یہ بطور خاص آل فلاں کے بارے میں ام عطیہ کو رخصت دینے پر محمول ہے۔ اور اسکی مثل سے قربانی کے بارے میں ابو بردہ اور عقبہ کی حدیثوں میں واقع تعارض کا اشکال بھی مندفع ہو جاتا ہے خصوصًا اس زیادتی کے ساتھ جو بیہقی میں مذکور ہے کہ بیشک یہ حکم ہے خبر نہیں ہے اور اس میں شک نہیں کہ شارع علیہ السلام نے جب ابو بردہ کو مختص فرمایا تو ان کے ماسوا ہر ایک عدم اجزاء کے عموم میں داخل ہوگیا۔ اسی طرح جب عقبہ کو خاص فرما دیا تو ہر مرتبہ یہ بات صادق آئی کہ تیرے بعد ہرگز یہ کسی کے لیے کفایت نہیں کرے گا، تو سمجھ لے، تحقیق بہت سے علماء پر یہ بات مخفی رہی۔ (ت)

حدیث ۱۵: طبقات ابن سعد میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے جب ان کے

عــــہ: محتمل ہے کہ یہ بی بی ام عطیہ ہوں لہٰذا واقعہ جداگانہ نہ شمار ہوا ۱۲ منہ

[94] الدر المنثور بحوالہ احمد وغیرہ الآیۃ ۶۰/۱۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۳/۸

شوہر اول جعفر طیار رضی اللہ تعالٰی عنہ شہید ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

تسلبنی ثلثًا ثم اصنعی ماشئت [95]۔ تین دن سنگار سے الگ رہو پھر جو چاہو کرو۔

یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کو اس حکم عام سے استثناء فرمادیا کہ عورت کو شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ واجب ہے۔

حدیث ۱۶: ابن السکن میں ابو نعمان ازدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، ایک شخص نے ایک عورت کو پیام نکاح دیا سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: مہر دو۔ عرض کی: میرے پاس کچھ نہیں۔ فرمایا:

اما تحسن سورۃ من القراٰن فاصدقھا السورۃ ولا یکون لاحدٍ بعدك مھرًا [96]۔ رواہ سعید بن منصور مختصرًا۔ کیا تجھے قرآن عظیم کی کوئی سورت نہیں آتی، وہ سورۃ سکھانا ہی اس کا مہر کر، اور تیرے بعد یہ مہر کسی اور کو کافی نہیں۔ (اس کو سعید بن منصور نے مختصرًا روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۷: ابی داؤد ونسائی وطحاوی وابن ماجہ وخزیمہ میں عم عمارہ بن خزیمہ بن ثابت انصاری اور **حدیث** [۱۸] مصنف ابن ابی شیبہ وتاریخ بخاری ومسند ابی یعلٰی وصحیح ابن خزیمہ ومعجم کبیر طبرانی میں حضرت خزیمہ اور **حدیث** [۱۹] حارث بن اسامہ بن نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا وہ بیچ کر مکر گیا اور گواہ مانگا، جو مسلمان آتا اعرابی کو جھڑکتا کہ خرابی ہو تیرے لئے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حق کے سوا کیا فرمائیں گے (مگر گواہی نہیں دیتا کہ کسی کے سامنے کا واقعہ نہ تھا) اتنے میں خزیمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ حاضر بارگاہ ہوئے گفتگو سن کر بولے: انا اشھد انك قد بایعتہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تُو نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہاتھ بیچا ہے۔

---

[95] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر جعفر بن ابی طالب دار صادر بیروت ۴/۴۱، کنز العمال حدیث ۴۲۸۲۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/۶۵۰

[96] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ترجمہ ۱۰۶۳۹ ابو النعمان الازدی دار الفکر بیروت ۶/۲۶۷

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: تم موجود تو تھے ہی نہیں تم نے گواہی کیسے دی؟ عرض کی:

بتصدیقك یارسول اللہ [97] (وفی الثانی)صدقتك بما جئت بہ وعلمت انك لاتقول الا حقا[98] (وفی الثالث) انا اصدقك علی خبر السماء والارض الا اصدقك علی الاعرابی[99]۔

یارسول اللہ! میں حضور کی تصدیق سے گواہی دے رہاہوں میں حضور کے لائے ہوئے دین پر ایمان لایا ہوں اور یقین جانا کہ حضور حق ہی فرمائیں گے میں آسمان وزمین کی خبروں پر حضور کی تصدیق کرتاہوں کیا اس اعرابی کے مقابلے میں تصدیق نہ کروں۔

اس کے انعام میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہمیشہ ان کی گواہی دو مرد کی شہادت کے برابر فرمادی اور ارشاد فرمایا:

من شهد له خزیمة او شهد علیه فحسبه[100]۔

خزیمہ جس کسی کے نفع خواہ ضرر کی گواہی دیں ایک انہیں کی شہادت بس ہے۔

ان احادیث سے ثابت کہ حضور نے قرآن عظیم کے حکم عام "وَّاَشْهِدُوْاذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ"[101]۔ (اور اپنے میں دو ثقہ کو گواہ کرلو۔ ت) سے خزیمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو مستثنٰی فرمادیا۔

حدیث ۲۰: صحاح ستہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ ایک شخص نے بارگاہ اقدس میں

---

[97] سنن ابی داؤد کتاب القضاء باب اذا علم الحاکم صدق الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۵۲وشرح معانی الآثار کتاب القضاء والشهادات حدیث کفایة شهادة خزیمه الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۳۱۰

[98] کنزالعمال بحوالہ ع حدیث ۳۷۰۳۸مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۳/ ۳۷۹والمعجم الکبیر حدیث ۳۷۳۰المکتبة الفیصلیة بیروت ۴/ ۸۷ واسدالغابة ترجمہ ۱۴۴۶خزیمة بن ثابت دارالفکر بیروت ۱/ ۶۹۷

[99]کنزالعمال حدیث ۳۷۰۳۹مؤسسة الرسالة بیروت ۱۳/ ۳۸۰

[100] المعجم الکبیر عن خزیمہ حدیث ۳۷۳۰ المکتبة الفیصلیة بیروت ۴/ ۸۷وکنزالعمال بحوالہ مسند ابی یعلٰی وغیرہ حدیث ۳۷۰۳۸ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۳/ ۳۸۰، التاریخ الکبیر حدیث ۲۳۸دارالباز للنشر والتوزیع مکة المکرمة ۱/ ۸۷

[101] القرآن الکریم ۲/ ۶۵

حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! میں ہلاک ہوگیا۔فرمایا: کیا ہے ؟عرض کی: میں نے رمضان میں اپنی عورت سے نزدیکی کی۔فرمایا: غلام آزاد کرسکتا ہے ؟ عرض کی: نہ فرمایا: لگاتار دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے ؟عرض کی: نہ۔فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاسکتا ہے ؟عرض کی: نہ۔اتنے میں خرمے خدمت اقدس میں لائے گئے حضور نے فرمایا: انہیں خیرات کر دے۔عرض کی: اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر؟ مدینے بھر میں کوئی گھر ہمارے برابر محتاج نہیں۔

فضحك النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ وقال اذھب فاطعمہ اھلک[102]۔

رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہ سن کر ہنسے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے، اور فرمایا: جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

مسلمانو! گناہ کا ایسا کفارہ کسی نے کبھی نہ سنا ہوگا سوا دو من خرمے سرکار سے عطا ہوتے ہیں کہ آپ کھالو، کفارہ ہوگیا۔واللہ! یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ رحمت ہے کہ سزا کو انعام سے بدل دے، ہاں ہاں یہ بارگاہ بیکس پناہ" فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍؕ "[103] (تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔ت) کی

---

[102] صحیح البخاری کتاب الصوم باب اذا جامع فی رمضان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۵۹، صحیح البخاری کتاب الھبۃ باب اذا وھب ھبۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۵۴، صحیح مسلم کتاب الصیام باب تغلیظ تحریم الجماع فی نہار الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۵۴، سنن الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی کفارۃ الفطر الخ حدیث ۷۲۴ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۷۵، سنن ابی داؤد کتاب الصیام باب کفارۃ من اتی اھلہ فی رمضان آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳۲۵، سنن ابن ماجۃ ابواب ماجاء فی الصیام باب ماجاء فی کفارۃ من افطر الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۲۱، مسند احمد بن حنبل عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۴۱و ۲۸۱، مسند الدارمی کتاب الصیام باب الذی یقع علی امرأتہ فی شھر رمضان دارالمحاسن للطباعۃ قاہرۃ ۱/۳۴۳و ۳۴۴، سنن الدارقطنی کتاب الصیام باب القبلۃ للصائم حدیث ۲۲۷۱/ ۴۹ دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۴۱۰ و ۴۰۹، سنن الدارقطنی کتاب الصیام باب القبلۃ للصائم حدیث ۲۳۶۳/ ۲۲ تا ۲۳۶۸/ ۲۷ دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۴۳۶ تا ۴۴۱، السنن الکبری کتاب الصیام باب کفارۃ من اتی اھلہ فی نہار رمضان دارصادر بیروت ۴/ ۲۲۱و ۲۲۲

[103] القرآن الکریم ۲۵/ ۷۰

خلافت کبرٰی ہے، ان کی ایک نگاہ کرم کبائر کو حسنات کردیتی ہے جب تو ارحم الراحمین جل جلالہ نے گناہگاروں، خطاواروں، تباہ کاروں کو ان کادروازہ بتایا کہ:

"وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ" الاٰیۃ[104]۔ گناہگار تیرے دربار میں حاضر ہو کر معافی چاہیں اور تو شفاعت فرمائے تو خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

والحمدﷲ رب العٰلمین۔

یہی مضمون حدیث ۲۱ مسلم میں ام المومنین صدیقہ[105] رضی اللہ تعالٰی عنہا اور حدیث ۲۲ مسند بزار و معجم اوسط طبرانی میں عبداللہ بن عمر[106] رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے۔

حدیث ۲۳: دارقطنی میں مولی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے ہے، ارشاد فرمایا:

کل انت وعیالك فقد کفر اللہ عنك[107]۔ تو اور تیرے اہل و عیال یہ خُرمے کھالیں کہ اللہ تعالٰی نے تیری طرف سے کفارہ ادا کردیا۔

ہدایہ میں ہے، فرمایا:

کل انت ویالك تجزئك ولا تجزئی احد ابعدك[108]۔ تو اور تیرے بچے کھالیں تجھے کفارے سے کفایت کرے گا اور تیرے بعد اور کسی کو کافی نہ ہوگا۔

سنن ابی داؤد میں امام شہاب زہری تابعی سے ہے:

انما کان ھٰذہ رخصۃ لہ خاصۃ ولو ان رجلا فعل ذٰلك الیوم لم یکن لہ بد من التکفیر[109]۔ یہ خاص اسی شخص کے لئے رحمت تھی آج کوئی ایسا کرے تو کفارہ سے چارہ نہیں۔

---

[104] القرآن الکریم ۴/ ۶۴

[105] صحیح مسلم کتاب الصیام باب تغلیظ تحریم الجماع فی نہار رمضان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۵۵

[106] مجمع الزوائد بحوالہ ابو یعلٰی کتاب الصیام باب فی من افطر الخ دارالکتاب بیروت ۳/ ۱۶۷ و ۱۶۸

[107] سنن الدارقطنی کتاب الصیام باب السواك للصائم حدیث ۲۱/ ۲۳۶۱ دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۴۳۸

[108] الہدایۃ کتاب الصوم باب مایوجب القضاء والکفارۃ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/ ۲۰۰

[109] سنن ابی داؤد کتاب الصیام باب من اتی اہلہ فی رمضان آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۳۲۵

امام جلال الدین سیوطی وغیرہ علماء نے بھی اسے خصائص مذکورہ سے گنا وفی الحدیث وجوہ اخر۔

حدیث ۲۴: صحیح مسلم وسنن نسائی وابن ماجہ ومسند امام احمد میں زینت بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فرمایا ابوحذیفہ کی بی بی رضی اللہ تعالٰی عنہما نے عرض کی: یارسول اللہ! سالم (غلام آزاد کردہ ابو حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہما) میرے سامنے آتا جاتا ہے اوہ جوان ہے ابوحذیفہ کو یہ ناگوار ہے، سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: **ارضعیه حتی ید خل علیك** تم اسے دودھ پلادو کہ بے پردہ تمہارے پاس آنا جائز ہو جائے۔ ام المومنین ام سلمہ وغیرہا باقی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالٰی عنہن نے فرمایا:

مانرٰی هٰذہٖ الا رخصة ارخصها رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم لسالم خاصة[110]۔	ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ یہ رخصت حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خاص سالم کے لیے فرمادی تھی۔

حدیث ۲۵: ابن سعد وحاکم میں بطریق عمرہ بنت عبدالرحمٰن خودسہلہ زوجہ ابی حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مضمون مذکور، مروی کہ انہوں نے جب حال سالم عرض کیا **فامرها ان ترضعیه**[111] حضور نے دودھ پلادینے کا حکم فرمایا، انہوں نے دودھ پلا دیا اور سالم اس وقت مرد جوان تھے جنگ بدر میں شریک ہو چکے تھے۔ جوان آدمی کو اول تو عورت کا دودھ پینا ہی کب حلال ہے پئے تو اس سے پسر رضاعی نہیں ہو سکتا مگر حضور نے ان حکموں سے سالم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو مستثنٰی فرمادیا۔

---

[110] صحیح مسلم کتاب الرضاع فصل رضاعة الکبیر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۶۹، سنن النسائی کتاب النکاح باب رضاع الکبیر نور محمد کارخانہ کراچی ۲/۸۳، سنن ابن ماجه ابواب النکاح باب رضاع الکبیر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۴۱، مسند احمد بن حنبل عن عائشه رضی اللہ عنها المکتب الاسلامی بیروت ۶/۳۹ و ۱۷۴ و ۲۴۹، مسند احمد بن حنبل حدیث سهلة امرأة حذیفه رضی اللہ عنها المکتب الاسلامی بیروت ۶/۳۵۶

[111] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر سالم مولٰی ابی حذیفه دارصادر بیروت ۳/۸۶ و ۸۷، المستدرك للحاکم کتاب معرفة الصحابة الرضاع فی الکبیر الخ دارالفکر بیروت ۴/۶۱

حدیث ۲۶: صحاح ستہ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رخص لعبد الرحمن بن عوفٍ والزبیر فی لبس الحریر لحکمة کانت بھما[112]۔

یعنی عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن العوام رضی اللہ تعالٰی عنہما کے بدن میں خشک خارش تھی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دے دی۔

حدیث ۲۷: ترمذی وابویعلٰی وبیہقی میں ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے فرمایا:

یاعلی لایحل لاحد ان یجنب فی ھٰذا المسجد غیری وغیرك[113]۔

اے علی! میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ اس مسجد میں بحال جنابت داخل ہو۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے[114]۔

حدیث ۲۸: مستدرک حاکم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: علی کو تین باتیں وہ دی گئیں کہ ان میں سے میرے لئے ایک ہوتی تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری تھی۔ (سرخ اونٹ عزیز ترین اموال عرب ہیں) کسی نے کہا: امیر المومنین! وہ کیا ہیں؟ فرمایا: دختر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے

---

[112] صحیح البخاری کتاب اللباس باب مایرخص للرجال الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۶۸/۲، صحیح مسلم کتاب اللباس باب اباحۃ لبس الحریر للرجال الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۳/۲، سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب لبس الحریر لعذر آفتاب عالم پریس لاہور ۲۰۵/۲، سنن ابن ماجۃ کتاب اللباس باب من رخص لہ فی لبس الحریر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۶۵، سنن النسائی کتاب الزینۃ باب الرخصۃ فی لبس الحریر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲۹۷/۲، مسند احمد بن حنبل عن انس المکتب الاسلامی بیروت ۱۲۲، ۱۲۷، ۱۹۲، ۲۱۵، ۲۵۵، ۲۵۲

[113] سنن الترمذی کتاب المناقب باب مناقب علی ابن ابی طالب دار الفکر بیروت ۴۰۸/۵، مسند ابن یعلٰی عن ابی سعید الخدری حدیث ۱۰۳۸ مؤسسۃ علوم القرآن بیروت ۱۳/۲، السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب النکاح باب دخولہ المسجد جنبا دار صادر بیروت ۶۶/۷

[114] سنن الترمذی کتاب المناقب حدیث ۳۷۴۸ دار الفکر بیروت ۴۰۹/۵

شادی وسکناہ المسجد مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یحل لہ مایحل لہ اوران کا مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ رہنا کہ انہیں مسجد میں روا تھا جو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو روا تھا (یعنی بحالت جنابت رہنا) اور روز خیبر کا نشان۔[115]

حدیث ۲۹: معجم کبیر طبرانی وسنن بیہقی وتاریخ ابن عساکر میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الا ان ھذا المسجد لایحل لجنب ولالحائض الا للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وازواجہ وفاطمۃ بنت محمد وعلی الا بینت لکم ان تضلوا۔ھذا روایۃ الطبرانی[116]۔

سن لو یہ مسجد کسی جنب کو حلال نہیں ہے نہ کسی حائض کو، مگر سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور حضور کی ازواج مطہرات وحضرت بتول زہرا اور مولا علی کو، صلی اللہ تعالٰی علی الحبیب و علیہم وسلم۔ سن لو میں نے تم سے صاف بیان فرماد دیا کہ کہیں بہک نہ جاؤ (یہ طبرانی کی روایت ہے۔ت)

حدیث ۳۰: صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

نہانا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن خاتم الذھب[117]۔

ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

بایں ہمہ خود براء رضی اللہ تعالٰی عنہ انگشتری طلائی پہنتے۔ ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح ابواسحٰق اسفرائنی سے روایت کی:

---

[115] المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ سدوا ھذہ الابواب الاباب علی دارالفکر بیروت ۱۲۵/۳

[116] المعجم الکبیر عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا حدیث ۸۸۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳۷۴/۲۳، السنن الکبیر کتاب النکاح باب دخولہ المسجد جنباً دارصادر بیروت ۶۵/۷، تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۵۰۲۹ علی ابن ابی طالب داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۰۸/۴۵

[117] صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذھب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۸۸/۲، صحیح البخاری کتاب اللباس باب خواتیم الذھب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۷۱/۲

قال رأیت علی البراء خاتما من ذھب[118]۔ وروٰی نحوہ البغوی فی الجعدیات عن شعبۃ عن ابی اسحٰق۔

فرمایا: میں نے براء رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا۔ (ایسے ہی بغوی نے جعدیات میں شعبہ سے انہوں نے ابی اسحٰق سے روایت کیا۔ ت)

امام احمد مسند میں فرماتے ہیں:

حدثنا ابو عبدالرحمٰن ثنا ابورجاء ثنا محمد بن مالك قال رأیت علی البراء خاتمًا من ذھبٍ وکان الناس یقولون له لم تختم بالذھب وقد نھی عنه النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم وبین یدیه غنیمة یقسمھا سبی وخرثی قال فقسمھا حتی بقی ھذا الخاتم فرفع طرفه فنظر الی اصحابه ثم خفض ثم رفع طرفه، ثم خفض ثم طرفه، فنظر الیھم قال ای براء فجئته حتی قعدت بین یدیه فاخذ الخاتم فقبض علی کرسوعی ثم قال خذ البس ماکساك اللہ ورسوله[119]۔

یعنی محمد بن مالک نے کہا میں نے براء رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا لوگ ان سے کہتے تھے آپ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں حالانکہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی ہے۔ براء رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا ہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے حضور کے سامنے اموال غنیمت غلام ومتاع حاضر تھے حضور تقسیم فرمارہے تھے سب اونٹ بانٹ چکے یہ انگوٹھی باقی رہ گئی حضور نے نظر مبارک اٹھا کر اپنے اصحاب کرام کو دیکھا پھر نگاہ نیچی کرلی پھر انظر اٹھا کر ملاحظہ فرمایا پھر نگاہ نیچی کرلی پھر نظر اٹھا کر دیکھا اور مجھے بلایا اے براء! میں حاضر ہو کر حضور کے سامنے بیٹھ گیا سید اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انگوٹھی لے کر میری کلائی تھامی، پھر فرمایا پہن لے جو کچھ تجھے اللہ ورسول پہناتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

براء رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے: تم لوگ کیونکر مجھے کہتے ہو کہ میں وہ چیز اتار ڈالوں جسے مصطفٰی صلی اللہ

---

[118] المصنف لابن ابی شیبۃ کتاب اللباس الخ نمبر ۶۲ حدیث ۲۵۱۴۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۵/۵

[119] مسند احمد بن حنبل حدیث البراء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۹۴/۴

تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے پہن لے جو کچھ اللہ ورسول نے پہنایا، جل جلالہ، وصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم۔

حدیث ۳۱: دلائل النبوۃ بیہقی میں بطریق الحسن مروی، سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا:

کیف بك اذا لبست سواری کسرٰی۔ | وہ وقت تیرا کیسا وقت ہوگا جب تجھے کسرٰی بادشاہ ایران کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

جب ایران زمانہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ میں فتح ہوا اور کسرٰی کے کنگن، کمر بند، تاج خدمت وفاروقی میں حاضر کئے گئے امیر المومنین نے انہیں پہنائے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا:

اللہ اکبر الحمد للہ الذی سلبھما کسرٰی بن ھرمز و البسھما سراقۃ الاعرابی[120]۔ | اللہ بہت بڑا ہے سب خوبیاں اللہ کو جس نے یہ کنگن کسرٰی بن ہرمز سے چھینے اور سراقہ دہقانی کو پہنائے۔

قال العلامۃ الزرقانی لیس فی ھذا استعمال الذھب و ھو حرام لانہ انما فعلہ تحقیقا لمعجزۃ الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من غیر ان یقرھما فانہ روی انہ امرہ فنزعھما وجعلھما فی الغنیمۃ ومثل ھذا لایعد استعمالا[121]۔ | علامہ زرقانی نے فرمایا اس سے سونے کو استعمال کرنا لازم نہیں آیا حالانکہ وہ حرام ہے، کیونکہ امیر المومنین کا یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے معجزہ کی تحقیق کے لئے تھا، اس فعل کو برقرار نہیں رکھا۔ مروی ہے کہ آپ نے سراقہ کو حکم دیا انہوں نے وہ کنگن اتار دیئے اور آپ نے انہیں مال غنیمت میں شامل فرمادیا اور اس کو استعمال شمار نہیں کیا جاتا۔

اقول: رحمك اللہ من فاضل کبیر الشان انما المعجزۃ | **میں کہتا ہوں** اے فاضل کبیر الشان، اللہ تعالٰی آپ پر رحم فرمائے، معجزہ تو رسول اللہ صلی اللہ

[120] دلائل النبوۃ للبیہقی باب قول اللہ عزوجل وعد اللہ الذین اٰمنوا الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳۲۵/۶ و ۳۲۶

[121] شرح الزرقانی علی المواھب المقصد الثامن الفصل الثالث دار المعرفۃ بیروت ۲۰۸/۷

اخبارہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بانہ سواری کسرٰی فانما تحقیقا بلبسہ وانما حرام اللبس ومن شرط الحرمۃ اللبث فالو اضح ماجنحت الیہ من ان ھذا ترخیص وتخصیص من النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لسراقۃ ولم یکن فی الحدیث مایدل علی التملیك ففعل امیر المومنین ما ارشد الیہ الحدیث ثم ردھما مردّھما۔	تعالٰی علیہ وسلم کا اس بات کی خبر دینا ہے کہ سراقہ کسرٰی کے کنگن پہنے گا۔ چنانچہ اس کا تحقق تو ان کے کنگن پہننے سے ہوگیا، اور بے شک حرام پہننا ہے اور حرمت کی شرط لبث ہے۔ پس واضح ہے کہ یہ سراقہ کے لئے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف رخصت و تخصیص ہے۔ اور حدیث میں تملیک پر دلالت نہیں چنانچہ امیر المومنین نے وہ کام کای جس کی طرف حدیث نے راہنمائی فرمائی، پھر ان کنگنوں کو ان کی جگہ کی طرف لوٹادیا۔ (ت)

حدیث ۳۲: طبقات ابن سعد میں منذر ثوری سے ہے امیر المومنین علی وحضرت طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہما میں کچھ گفتگو ہوئی طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا آپ نے (اپنے بیٹے محمد بن حنفیہّ ابوالقاسم) کا نام بھی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام پر رکھا اور کنیت عـــہ بھی حضور کی، حالانکہ سید عالم صلی اللہ

عـــہ: شیخ محقق اشعۃ للمعات میں فرماتے ہیں:

علماء را دریں مسئلہ اقوال ست وقول صواب ازیں مقالات آنست کہ تسمیہ بنام شریف وے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جائز بلکہ مستحب ست وتکنی بکنیت وے اگرچہ بعد از زمان قوی تر وسخت تر بود و ہمچنیں جمع کردن میان نام وکنیت آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ممنوع بطریق اولٰی وآنکہ علی مرتضٰی کرد مخصوص بود بوے رضی اللہ تعالٰی عنہ وغیر او را جائز نبود [122] اھ لکن فی	اس مسئلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں، درست قول اس سلسلہ میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نام پر نام رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ اور آپ کی کنیت کے ساتھ کنیت رکھنا اگرچہ آپ کے وصال کے بعد ہو سخت منع ہے اور اسی طرح آپ کے نام اور کنیت کو جمع کرنا بطریق اولٰی ممنوع ہے۔ اور وہ جو حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کیا ہے وہ انکی خصوصیت ہے، انکے غیر کو ایسا کرنا جائز نہیں اھ۔ (باقی برصفحہ آیندہ)

[122] اشعۃ اللمعات کتاب الادب باب الاسامی الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/۴۵، ۴۴

تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے جمع کرنے سے منع فرمایا ہے امیر المومنین کرم اللہ تعالٰی وجہہ نے ایک جماعت قریش کو بلاکر گواہی دلوائی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امیر المومنین سے ارشاد فرمایا تھا:

سیولد لك بعدی غلام فقد نحلته اسمی وکنیتی ولا نحل لاحدٍ من امتی بعدہ۔

عنقریب میرے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا میں نے اسے اپنے نام وکنیت دونوں عطا فرمادئے اور اس کے بعد میرے کسی اور امتی کو حلال نہیں۔

مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ فرماتے ہیں:

قلت یارسول اللہ ان ولد لی

میں نے عرض کی: یارسول اللہ! حضور کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

التنویر من کان اسمہ محمد لاباس بان یکنی اباالقاسم اھ[123]۔ وعللہ فی الدر[124]۔ بنسخ النھی محتجا بفعل علی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

لیکن تنویر میں ہے کہ جس کا نام محمد ہو اس کے لیے ابوالقاسم کنیت رکھنے میں کوئی حرج نہیں اھ اور در میں نسخ نہی کے ساتھ اسکی علت بیان کی گئی حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فعل سے استدلال کرتے ہوئے۔

اقول: وکیف یفید النسخ مع نص الحدیث نفسہ ان ذٰلك کان رخصۃ من النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لعلی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کما سیأتی والمرام یحتاج الی زیادۃ تحری لایرخص فیہ غرابۃ المقام واللہ تعالٰی اعلم ۱۲منہ۔

میں کہتاہوں کہ کیسے مفید ہے نسخ خود نص حدیث کے ہوتے ہوئے کہ بیشک یہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف سے حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لیے رخصت ہے جیسا کہ عنقریب آئیگا۔ اگرچہ مقصود زیادہ تفصیل کا مقتضی ہے مگر غرابت اس مقام کی اجازت نہیں دیتی۔ اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔ (ت)

[123] الدرالمختار شرح تنویر الابصار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۲

[124] الدرالمختار شرح تنویر الابصار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۲

ولد بعد اُسَمِّیه باسمِ و اکنیه بکنیتك فقل نعم۔ فکانت رخصة من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه و سلم لعلی[125]۔احمد وابوداود[126] والترمذی وصحح و ابو یعلی والحاکم فی الکنٰی والطحاوی والحاکم فی المستدرك والبیهقی فی السنن والضیاء فی المختارۃ عنه رضی اللہ تعالٰی عنه۔	بعد اگر میرے کوئی لڑکا پیدا ہوا تو میں حضور کا نام پاک اس کا نام رکھوں اور حضور کی کنیت اس کی کنیت۔فرمایا: ہاں۔یہ مولٰی علی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رخصت تھی۔(امام احمد وابوداؤد وترمذی نے اسے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی۔اور ابو یعلٰی وحاکم نے کنٰی میں اور طحاوی اور حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے سنن میں اور ضیاء نے مختارہ میں مولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۳۳: صحیح بخاری وترمذی ومسند احمد بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے غزوہ بدر میں حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم زوجہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہما بیمار تھیں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں مدینہ طیبہ میں شاہزادی کی تیمار داری کے لیے ٹھہرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

ان لك اجر رجل من شهد	بیشک تمہارے لئے حاضران بدر کے برابر ثواب

[125] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ومن هذه الطبقة ممن روی عن عثمان وعلی الخ دار صادر بیروت ۹۱/۵و۹۲

[126] مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنه المکتب الاسلامی بیروت ۹۵/۱،سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الرخصة فی الجمع بینهما آفتاب عالم پریس ۳۲۳/۲،سنن الترمذی کتاب الادب باب ماجاء فی کراهیة الجمع بین الاسم النبی وکنیه حدیث ۲۸۵۲ دارالفکر بیروت ۳۸۴/۴،المستدرك للحاکم کتاب الادب قول النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم تسموا باسمی ولاتکنوا بکنیتی دارالفکر بیروت ۲۷۸/۴، السنن الکبرٰی کتاب الضحایاباب ماجاء من الرخصة الخ داراصادر بیروت ۳۰۹/۹،شرح معانی الآثار کتاب الکراهیة باب التکنی بابی القاسم الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۴۳۲/۲،مسند ابو یعلٰی عن علی رضی اللہ عنه حدیث ۲۹۸ مؤسسة علوم القرآن بیروت ۱۸۴/۱،الضیاء المختارۃ ۳۴۳/۲

بدرًا او سهمه[127]۔ اور حاضری کے مثل غنیمت کا حصہ ہے۔

یہ خصوصیت حضرت عثمان کو عطا فرمادی حالانکہ جو حاضر جہاد نہ ہو غنیمت میں اس کا حصہ نہیں۔ سنن ابوداؤد میں انہیں سے ہے:

فضرب له، رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم بسهم ولم یضرب لاحدٍ غاب غیره[128]۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے لیے حصہ مقرر فرمایا اور ان کے سوا کسی غیر حاضر کو حصہ نہ دیا۔

حدیث آئندہ کتاب الفتوح میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یمن پر صوبہ دار کرکے بھیجا ان سے ارشاد فرمایا: میں نے تمہارے لئے رعایا کے ہدایا طیب کردئے اگر کوئی چیز تمہیں ہدیہ دی جائے قبول کرلو۔ عبید بن صخر کہتے ہیں جب معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ واپس آئے تیس غلام لائے کہ انہیں ہدیہ دیے گئے، حالانکہ عاملوں کو رعایا سے ہدیہ لینا حرام ہے[129]۔

مسند ابویعلٰی میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

هدایا العمال حرام کلها[130]۔ عاملوں کے سب ہدیے حرام ہیں۔

مسند احمد وسنن بیہقی میں اب وحمدی ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[127] صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مناقب عثمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۲۳، سنن الترمذی کتاب المناقب باب عثمان بن عفان حدیث ۳۷۲۶ دار الفکر بیروت ۵/۳۹۵، مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۱۰۱

[128] سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی من جاء بعد الغنیمة الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۱۸

[129] الاصابة فی تمییز الصحابة بحوالہ سیف فی الفتوح، ترجمہ ۸۰۳۷ معاذ بن جبل دار الفکر بیروت ۵/۱۵۴

[130] کنز العمال بحوالہ عن عن حذیفہ حدیث ۱۵۰۶۸ مؤسسة الرسالہ بیروت ۶/۱۱۲

ھدایا العمال غلول[131]۔   عاملوں کے ہدیے خیانت ہیں۔

حدیث ۳۴: صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ ایک شخص (یعنی حبان بن منقذ بن عمرو انصاری یا ان کے والد منقذ رضی اللہ تعالٰی عنہمانے) سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں فریب کھاجاتا ہوں (یعنی لوگ مجھ سے زیادہ قیمت لے لیتے ہیں) فرمایا:

من بایعت فقل لاخلابۃ[132]۔زاد الحمیدی فی مسندہٖ ثم انت بالخیار ثلثا[133]۔   جس سے خریداری کرو کہہ دیا کرو فریب کی نہیں سہی۔ حمیدی نے اپنی مسند میں اتنا اضافہ کیا: پھر تمہیں تین دن تک اختیار ہے (اگر ناموافق پاؤ بیع رد کردو)

یہی مضمون **حدیث** ۳۵ سنن اربعہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے وذکر قصۃً ولم یذکر الزیادۃ (قصے کا ذکر کیا گیا اور زیادتی کا ذکر نہ کیا گیا۔ت)

امام نووی شرح مسلم شریف میں فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ وامام شافعی اور روایت اصح میں امام مالک وغیرہم ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نزدیک غبن باعث خیار نہیں کتنا ہی غبن کھائے بیع کو رد نہیں کرسکتا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس حکم سے خاص انہیں کو نوازا تھا اوروں کے لیے نہیں، یہی قول صحیح ہے[134]۔

---

[131] مسند احمد بن حنبل حدیث ابی حمید الساعدی المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۴۲۴، السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب آداب القاضی باب لایقبل منہ ھدیۃ دارصادر بیروت ۱۰/ ۱۳۸، کنز العمال حدیث ۱۵۰۶۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۱۱۱

[132] صحیح البخاری کتاب البیوع باب مایکرہ الخداع فی البیع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۸۴، صحیح البخاری کتاب فی الاستقراض باب ماینھی عن اضاعۃ المال قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۲۴، صحیح البخاری فی الخصومات باب من رد امر السفیہ والضعیف العقل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۲۵، صحیح مسلم کتاب البیوع باب من یخدع فی البیع قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷، کنز العمال عن عبداللہ بن عمر حدیث ۹۹۶۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۱۵۵

[133] المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الرد علی ابی حنیفہ حدیث ۳۱۷۷۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۷/ ۳۰۵، مسندی حمیدی ۲/ ۴۷

[134] شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب البیوع باب من یخدع فی البیع قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷

حدیث ۳۶: مشہور میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد نماز سے ممانعت فرمائی۔

فیہ عن عمر وعن ابی ھریرۃ وعن ابی سعید ن الخدری کلھا فی الصحیحین[135] وعن معاویۃ فی صحیح البخاری[136] وعن عمرو بن عنبسۃ فی صحیح مسلم[137] رضی اللہ تعالٰی عنھم۔

اس بارے میں حضرت عمر، حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری سے صحیحین میں مروی ہے اور حضرت معاویہ سے صحیح بخاری میں اور حضرت عمرو بن عنبسہ سے صحیح مسلم میں مروی ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم (ت)۔

خود ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا بھی اس ممانعت کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں رواہ ابو داؤد فی سننہ[138] (ابوداؤد نے اپنی سنن میں اس کو روایت کیا۔ت) باینہمہ ام المومنین عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتیں:

رواہ الشیخان عن کریب عن ابن عباس وعبد الرحمن بن ازھر والمسور بن مخرمۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم انھم ارسلوہ الی عائشۃ زوج النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقالوا اقرء علیھا السلام منا جمیعا وسلھا عن الرکعتین بعد العصر وقل لھا بلغنا انك تصلینھما وان رسول اللہ صلی اللہ

اس کو بخاری و مسلم نے بحوالہ کریب حضرت ابن عباس بن عبدالرحمٰن بن ازھر اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا، ان تینوں نے کریب کو ام المومنین زوجہ رسول سیدہ عائشہ صدیقہ کے پاس بھیجا کہ انہیں ہمارا سلام کہیں اور ان سے نماز عصر کے بعد والی دو رکعتوں کے بارے میں پوچھو اور ان سے عرض کرو کہ ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ وہ پڑھتی ہیں حالانکہ رسول اللہ

---

[135] صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلٰوۃ باب الصلٰوۃ بعد الفجر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۲، صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلٰوۃ باب لا تتحری الصلٰوۃ قبل غروب الشمس قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۲، صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلٰوۃ باب من یکرہ الصلٰوۃ الا بعد العصر والفجر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۳، صحیح مسلم کتاب صلٰوۃ المسافرین باب الاوقات التی نھی عن الصلٰوۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۷۵

[136] صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلٰوۃ باب لاتتحری الصلٰوۃ بعد غروب الشمس قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۳

[137] صحیح مسلم کتاب المسافرین باب الاوقات التی نھی عن الصلٰوۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۷۶

[138] سنن ابی داؤد کتاب الصلٰوۃ باب الصلٰوۃ بعد العصر آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۱۸۱

تعالٰی علیہ وسلم نہٰی عنہما[139]۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے منع فرمایا ہے۔(ت)

علماء فرماتے ہیں یہ ام المومنین کی خصوصیت تھی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے لئے جائز کر دیا تھا۔

قالہ الامام الجلیل خاتم الحفاظ السیوطی فی انموزج اللبیب ثم الزرقانی فی شرح المواھب[140]۔ امام جلیل خاتم الحفاظ سیوطی علیہ الرحمۃ نے انموذج اللبیب میں پھر زرقانی نے شرح المواھب میں بیان کیا۔(ت)

حدیث ۳۷: صحیحین ومسند احمد وسنن نسائی وصحیح ابن حبان میں ام المومنین صدیقہ[141] اور **حدیث ۳۸** احمد ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ وابن حبان میں حضرت عبداللہ بن عباس[142] اور **حدیث ۳۹**

[139] صحیح البخاری کتاب التہجد باب اذا کلم وھو یصلی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۶۴و۱۶۵، صحیح مسلم کتاب صلٰوۃ المسافرین باب الاوقات ان نھی عن الصلٰوۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۷۷، مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ متفق علیہ کتاب الصلٰوۃ باب اوقات النھی قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۹۴

[140] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ

[141] صحیح البخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۶۲، صحیح مسلم کتاب الحج باب اشتراط المحرم التحلل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۸۵، مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/۲۰۲، سنن النسائی کتاب مناسك الحج الاشتراط فی الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۲/۱۹، موارد الظمآن کتاب الحج باب الاشتراط فی الاحرام حدیث ۹۷۳ المطبعۃ السلفیہ ص ۲۴۲

[142] مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۳۳۷، صحیح سملم کتاب الحج باب اشتراط المحرم التحلل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۸۵، سنن الترمذی کتاب الحج حدیث ۹۴۹ دار الفکر بیروت ۲/۲۷۸، سنن ابی داؤد کتاب المناسك باب الاشتراط فی الحج آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۴۷، سنن النسائی کتاب مناسك الحج الاشتراط فی الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۲/۱۹، سنن ابن ماجۃ ابواب المناسك باب الشرط فی الحج ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱۷

احمد وابن ماجہ وابن خزیمہ وابونعیم وبیہقی میں ضباعہ[143] بنت زبیر اور **حدیث ۴۰** بیہقی وابن مندہ میں بطریق ہشام عن ابی الزبیر حضرت جابر بن عبداللہ[144] اور حدیث ۴۱ احمد وابن ماجہ وطبرانی میں جدہ[145] ابی بکر بن عبداللہ بن زبیر یعنی اسماء بنت صدیق یا سعدی بنت عوف اور حدیث طبرانی میں حضرت عبداللہ[146] بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی چچازاد بہن ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: حج کا ارادہ ہے؟ عرض کی: یارسول اللہ! واللہ میں تو اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں (یعنی گمان ہے کہ مرض کے باعث ارکان ادانہ کرسکوں پھر احرام سے کیونکر باہر آؤں گی)۔ فرمایا:

اهلّی واشترطی ان محلی حیث جستنی۔ احرام باندھ اور نیت میں یہ شرط لگالے کہ جہاں تو مجھے روکے گا وہیں میں احرام سے باہر ہوں۔

نسائی نے زائد کیا:

فان لك علی ربك ماستثنیت[147]۔ تمہارا یہ استثناء تمہارے رب کے یہاں مقبول رہے گا۔

---

[143] مسند احمد بن حنبل حدیث ضباعۃ بنت الزبیر المکتب الاسلامی بیروت ۶/۳۶۰و۴۲۰، سنن ابن ماجہ ابواب المناسك باب الشرط فی الحج ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۱۷، صحیح ابن خزیمہ کتاب المناسك باب اشتراط من بہ علۃ الخ المکتب الاسلامی بیروت ۴/۱۶۴، السنن الکبرٰی کتاب الحج باب استثناء فی الحج دارصادر بیروت ۵/۲۲۱و۲۲۲، کنزالعمال بحوالہ م، د، ت، ن ہ ھب حدیث ۱۲۳۲۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۵/۱۲۲

[144] السنن الکبرٰی کتاب الحج باب الاستثناء فی الحج دارصادر بیروت ۵/۲۲۲

[145] مسند احمد بن حنبل عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۶/۳۴۹، سنن ابن ماجۃ ابواب المناسك باب الشرط فی الحج ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۱۷، المعجم الکبیر عن اسماء بنت ابی بکر حدیث ۲۳۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۴/۸۷

[146] المعجم الکبیر عن صباعۃ بنت الزبیر المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۴/۳۳۲تا۳۳۷، مجمع الزوائد بحوالہ ابن عمر کتاب الحج باب الاشتراط فی الحج دارالکتاب بیروت ۳/۲۱۸

[147] سنن النسائی کتاب مناسك الحج باب الاشتراط فی الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۲/۱۹

ضباعہ نے زائد کیا کہ فرمایا:

فان حبست او مرضت فقد حللت من ذٰلك بشرطك علی ربك عزوجل[148]۔

اب اگر تم حج سے روکی گئیں یا بیمار پڑیں تو اس شرط کے سبب جو تم نے اپنے رب عزوجل پر لگائی ہے احرام سے باہر ہو جاؤ گی۔

ہمارے آئمہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم فرماتے ہیں: یہ ایک اجازت تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمادی ورنہ نیت میں ایسی شرط اصلاً مقبول و معتبر نہیں۔

بل وافقنا علی اختصاصه بها بعض الشافعية کالخطابی ثم الرویانی کما فی عمدۃ القاری[149] للامام العینی من باب الاحصار۔

بلکہ اس حکم کے اس صحابہ کے ساتھ مختص ہونے پر بعض شوافع بھی ہمارے ساتھ متفق ہیں، مثلاً خطابی پھر رویانی جیسا کہ عمدۃ القاری نے باب الاحصار میں امام عینی نے ذکر فرمایا۔ (ت)

حتی کہ **حدیث ۴۳** مسند امام احمد میں بسند ثقات رجال صحیح مسلم ہے:

حدثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن قتادۃ عن نصر بن عاصم عن رجل منهم رضی الله تعالٰی عنه انه اتی النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فاسلم علی انه لایصلی الا صلٰوتین فقبل ذٰلك منه[150]۔

یعنی ایک صاحب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اس شرط پر اسلام لائے کہ صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قبول فرمالیا۔

ان کے سوا امام جلیل جلال سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی نے کتاب مستطاب انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب[151] صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، میں ایک مجمل فہرست میں نو واقعوں کے اور پتے دئے ہیں کہ فقیر نے ان تین کی طرح یہ بھی ترک کردئے لوجوہ یطول ایرادھا وللہ الحمد علی تواتر اٰلائه۔ (بعض ایسی وجوہ کی بنا پر کہ انکا ذکر طوالت کا باعث ہے اور اللہ ہی کیلئے تمام تعریفیں اسکی متواتر نعمتوں پر) ۴۳ حدیثیں یہ اور ۸ حدیثیں در بارہ تحریم مدینہ طیبہ جملہ اکاون[۵۱] احادیث ہیں جن میں بہت از روئے

[148] مسند احمد بن حنبل حدیث ضباعة بنت الزبیر رضی الله تعالٰی عنها المکتب الاسلامی بیروت ۴۲۰/۶

[149] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری باب الاحصار فی الحج تحت الحدیث ۱۸۰/۳۸۶ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۸/۱۰

[150] مسند احمد بن حنبل حدیث رجال من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم المکتب الاسلامی بیروت ۲۵/۵ و ۳۶۳

[151] انموذج للبیب فی خصائص الحبیب صلی الله تعالٰی علیه وسلم

اسناد بھی خاص مقصود رسالہ کے مناسب تھیں اور بحیثیت تذلیل وہابیہ وتضلیل وتجہیل امام الوہابیہ توسب ہی مقصود عالم رسالہ کے ملائم ہیں انہیں بھی گنئے توشمار احادیث یہاں تک ایک سوچھیانوے ہو۔ مگر ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم علیہ وعلٰی آلہٖ افضل الصلٰوۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے:

ان اللہ کتب الاحسان علی کل شیئ فاذا قتلتم فاحسنوا القتلۃ و اذا ذبحتم فاحسنوا الذبحۃ۔ احمد[152] والستۃ الا البخاری عن شداد بن اوس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

بیشک اللہ تعالٰی نے ہر چیز پر احسان کرنا مقرر فرمادیا ہے توجب تم کسی کو قتل کروتو قتل میں بھی احسان برتو اور ذبح کروتو ذبح میں بھی احسان برتو۔ (احمد اور صحاح ستہ نے (علاوہ بخاری کے) شداد بن اوس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

ولہٰذا میرا خامہ تیغبار نجدی شکار اپنے مقتولین مخذولین مذبوحین مقبوحین حضرات وہابیہ پر احسان کے لیے یہ پچاسا شمار سے الگ رکھتا اور بتوفیق اللہ تعالٰی آگے صرف وہ بعض احادیث کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف جلائل احکام تشریعیہ کی صریح اسنادوں پر مشتمل اور وہ کہ ان دلائل تفویض احکام بحضور سید الانام علیہ افضل الصلٰوۃ والسلام کی مؤید ومکمل ہیں لکھتا ہے ان میں مؤیدات تفویض کی تقویم کیجئے کہ اس مبحث کا سلسلہ مسلسل رہے وباللہ التوفیق۔

حدیث ۱۴۶: حدیث صحیح جلیل سنن ابی داؤد وسنن ابن ماجہ ومسند امام طحاوی ومعجم طبرانی ومعرفت بیہقی **کلھم بطریق منصور بن المعمر عن ابراھیم التیمی عن عمرو بن میمون عن ابی عبداللہ الجدلی عن خزیمۃ بن ثابت الا ابن ماجۃ فعن سفیان عن ابیہ عن ابراھیم التیمی عن عمرو بن میمون عن خزیمۃ** کہ حضرت ذوالشہادتین خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

[152] صحیح مسلم کتاب الصید باب الامر باحسان الذبح قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۵۲، سنن النسائی کتاب الضحایا باب حسن الذبح نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/۲۰۹، سنن الترمذی کتاب الدیات حدیث ۱۴۱۴ دار الفکر بیروت ۳/۱۰۵، سنن ابن ماجۃ ابواب الذبائح باب اذا ذبحتم فاحسنوا الذبح ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۳۶، سنن ابی داؤد کتاب الضحایا باب فی الدفق بالذبیحۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۳، مسند احمد بن حنبل حدیث شداد بن اوس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/۱۲۳تا۱۲۵

جعل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم للمسافر ثلثًا ولو مضی السائل علی مسألتہٖ لجعلہا خمسًا[153]۔

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مسافر کے لئے مسح موزہ کی مدت تین رات مقرر فرمائی، اور اگر مانگنے والا مانگتا رہتا تو ضرور حضور پانچ راتیں کردیتے۔ یہ ابن ماجہ کی روایت ہے۔

اور روایت ابی داؤد اور ایک روایت معانی الآثار ابی جعفر اور ایک روایت بیہقی میں ہے: فرمایا:

ولو استزدناہ لزادنا[154]۔

اور اگر ہم حضور سے زیادہ مانگتے تو حضور مدت اور بڑھادیتے۔

دوسری روایت طحاوی میں ہے:

عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ جعل المسح علی الخفین للمسافر ثلثۃ ایام ولیا لیھن وللمقیم یومًا ولیلۃً ولو اطنب لہ السائل فی مسألتہ لزادہ[155]۔

بیشک نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مسح موزہ کی مدت مسافر کے لیے تین رات دن اور مقیم کے لیے ایک رات دن کردی، اور اگر مانگنے والا مانگے جاتا تو حضور اور زیادہ مدت عطا فرماتے۔

بیہقی کی روایت اخری یوں ہے:

وایم اللہ لو مضی السائل فی مسألتہ لجعلہا خمسًا[156]۔

اگر سائل عرض کئے جاتا تو حضور مدت کے پانچ دن کردیتے۔

یہ حدیث بلاشبہہ صحیح السند ہے اس کے سب رواۃ اجلّہ ثقات ہیں۔ لاجرم امام ترمذی نے اسے روایت کرکے فرمایا:

---

[153] سنن ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب ماجاء فی التوقیت فی المسح للمقیم والمسافر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۴۲

[154] سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب التوقیت فی المسح آفتاب عالم پریس لاہور ص ۲۱، شرح معانی الآثار کتاب الطہار باب المسح علی الخفین الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۶۱، السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الطہارۃ باب ماورد فی ترک التوقیت دار صادر بیروت ۱/ ۲۷۷

[155] شرح معانی الآثار کتاب الطہار باب المسح علی الخفین الخ ایچ یم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۶۱

[156] السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الطہارۃ باب ماورد فی ترک التوقیت دار صادر بیروت ۱/ ۲۷۷

هذا حديث حسن صحيح[157]۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

نیز امام الشان یحیٰی بن معین سے نقل کیا کہ حدیث صحیح ہے۔

وهو ان لم يذكر الزيادة فانما المخرج المخرج و الطريق الطريق حيث قال حدثنا قتيبة نا ابو عوانة عن سعيد بن مسروق عن ابراهيم التيمى عن عمرو بن ميمون عن ابى عبدالله الجدلى عن خزيمة بن ثابت رضى الله تعالٰى عنه عن النبى صلى الله تعالٰى عليه وسلم[158]۔ وقد اطال الامام ابن دقيق العيد الكلام فى تقوية هذا الحديث والذات عــــه عنه فى كتابه الامام

امام ترمذی نے اگرچہ زیادت کو ذکر نہیں کیا مگر مخرج بھی وہی ہے اور طریق بھی وہی ہے، اس لئے کہ فرمایا ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ نے انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی ابو عوانہ سے انہوں نے سعید بن مسروق سے انہوں نے ابراہیم تیمی سے انہوں نے عمرو بن میمون سے انہوں نے ابو عبداللہ جدلی سے انہوں نے خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے۔ امام ابن دقیق العید نے اس حدیث کی تقویت میں اپنی کتاب الامام میں خوب

عــــه: اعظم ما يرتاب به فيه رواية البيهقى عن الترمذى عن البخارى لايصح عندى لانه لايعرف لابى عبدالله الجدلى سماع من خزيمة[159] ع

وتلك شكاة ظاهر عنك عارها

فان مبناه على ماذهب اليه هو رحمة الله من اشتراط ثبوت

اس میں سب سے بڑا شبہ اس روایت سے کیا جاتا ہے جو بیہقی نے امام ترمذی سے اور انہوں نے امام بخاری سے کی ہے کہ میرے نزدیک یہ حدیث نہیں کیونکر ابو عبداللہ جدلی کا خزیمہ سے سماع ثابت نہیں۔ یہ وہ شکوی ہے جس کا عار تجھ سے دور ہے، کیونکہ امام بخاری علیہ الرحمہ کے مؤقف کے مطابق اس بات پر ہے کہ

(باقی برصفحہ آیندہ)

[157] سنن الترمذی ابواب الطهارة باب ماجاء فی المسح علی الخفین حدیث ۹۵ دار الفکر بیروت ۱/۱۵۲

[158] سنن الترمذی ابواب الطهارة باب ماجاء فی المسح علی الخفین حدیث ۹۵ دار الفکر بیروت ۱/۱۵۲

[159] الجوهر النقی حوشی علی السنن الکبرٰی للبیهقی کتاب الطهار باب ماورد فی ترك التوقیت دار صادر بیروت ۱/۲۷۸ و ۲۷۹

واثرہ الامام الزیلعی فی نصب الرایۃ[160]۔

لمبی گفتگو فرمائی ہے، اور امام زیلعی نے نصب الرایہ میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

السماع ولو مرۃ للاتصال والصحیح الاجتزاء بالمعاصرۃ هو المنصور علیه الجمهور کما افادہ المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر وقد اطال مسلم فی مقدمۃ صحیحه فی الرد علی هذا المذهب لاجرم ان لم یکثر به تلمیذہ الترمذی وحکم بانه حسن صحیح وکذا حکم بصحته شیخ البخاری بامام الناقدین یحیی بن معین۔

راوی کا مروی عنہ سے سماع شرط ہے اگرچہ ایک مرتبہ وہ اتصال کے لیے۔ صحیح یہ ہے کہ معاصرت ہی کافی ہے۔ جمہور کا موقف یہی ہے جیسا کہ محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں اس کا افادہ فرمایا ہے۔ امام مسلم نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں اس مذہب کے رد پر طویل بحث کی ہے۔ امام بخاری کے شاگرد امام ترمذی نے بھی امام بخاری کی تائید نہیں کی اور اس حدیث کے صحیح ہونے کا حکم لگایا ہے۔ یونہی امام بخاری کے استاذ امام الناقدین یحیٰی بن معین نے اس کی صحت کا حکم لگایا ہے۔

اقول: علا انه لو سلم فقصواہ الا نقطاع ولیس بقادح عندنا وعند سائر قابلی المراسیل وھم الجھور ثم علك من دندنۃ ابن حزم ان الجدلی لایعتمد علی روایته فان الرجل فی الجرح والوقعیۃ کالا عمیین السیل الھوجم و البیعر الصؤل حتی عند الترمذی من المجاھیل والجدلی فقد وثقه الامامان المرجوع الیھما احمد بن

میں کہتا ہوں اگر امام بخاری کی بات تسلیم بھی کرلی جائے تو اس سے زیادہ سے زیادہ انقطاع لازم آتا ہے اور وہ ہمارے نزدیک اور مراسیل کو قبول کرنیوالے دیگر حضرات جو کہ جمہور ہیں کے نزدیک قادح نہیں ہے پھر تم پر ابن حزم کی گنگناہٹ کا سننا لازم ہے کہ جدلی کی روایت پر اعتماد نہیں کیا جاتا، کیونکہ آدمی جرح و تصادم میں دو اندھوں کی مثل ہوتا ہے یعنی بڑھتا ہوا سیلاب اور حملہ کرنیوالا مست اونٹ۔ یہاں تک کہ ترمذی کے ہاں مجاہیل میں سے ہے، اور جدلی کی توثیق ان دو۲ اماموں نے کی ہے

(باقی برصفحہ آئندہ)

[160] نصب الرأیۃ کتاب الطھارۃ باب المسح علی الخفین المکتبۃ النوریۃ رضویہ پبلشنگ لاہور ۱/۲۳۲تا۲۳۵

فراجعہ ان شئت۔ ان کی پیروی کی ہے۔(ت)

اقول: یہ حدیث صحیح حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تفویض واختیار میں نص صریح ہے ورنہ یہ کہنا اور کہنا بھی کیسا مؤکد بقسم کہ واللہ سائل مانگے جاتا تو حضور پانچ دن کردیتے اصلاً گنجائش نہ رکھتا تھا کما لایخفٰی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ت) اور یہاں جزم خصوص بے جزم عموم نہ ہوگا کہ اس خاص کی نسبت کوئی خبر خاص تخییر ارشاد نہ ہوئی تھی تو جزم کا منشاء وہی کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو معلوم تھا کہ احکام سپرد اختیار حضور سید الانام ہیں علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلٰوۃ والسلام۔

حدیث ۱۴۷: مالک واحمد وبخاری ومسلم ونسائی وابن ماجہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل اگر مشقت امت کا خیال نہ ہوتا تو میں ان پر فرض فرمادیتا کہ ہر نماز کے وقت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

حنبل وابن معین فما ھو ابن حزم وائش ابن ھزم بعد ھٰذین وھو متفرد فیہ لم یسبقہ احد بھٰذا القول الاتری ان البخاری انما اعلہ اذا عللہ بانہ لم یعرف سماع الجدلی لابانھا روایہ الجدلی وقد صحح لہ الترمذی وقال فی التقریب[161] ثقہ۔ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ۔

جن کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، اور وہ امام احمد بن حنبل اور یحیٰی بن معین ہیں۔ ان دو اماموں کے مقابلہ میں ابن حزن وابن حزم کیا شے ہے درانحالیکہ وہ اس میں تنہا ہے۔ اس سے پہلے کسی نے یہ قول نہیں کیا۔ کیا تو دیکھتا نہیں کہ امام بخاری نے اس کو اس وجہ سے معلل قرار دیا کہ جدلی کا سماع معروف نہیں، نہ اس وجہ سے کہ یہ جدلی کی روایت ہے۔ امام ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا اور تقریب میں کہا کہ وہ ثقہ ہے۔ اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔(ت)

[161] تقریب التہذیب ترجمہ ابی عبداللہ الجدلی ۸۲۴۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۴۲۸

صلٰوۃ[162]۔ مسواک کریں۔

علماء فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے قالہ فی التیسیر وغیرہ (تیسیر[163] وغیرہ میں اسے بیان کیا گیا۔ت) احمد ونسائی نے انہیں سے بسند صحیح یوں روایت کی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لولاان اشق علی امتی لامرتھم عند کل صلٰوۃ بوضوء اومع کل وضوء بسواک[164]۔ امت پر دشواری کا لحاظ نہ ہو تو میں ان پر فرض کردوں کہ ہر نماز کے وقت وضو کریں اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں۔

اقول: امر دوم دو قسم ہے حتمی جس کا حاصل ایجاب اور اس کی مخالفت معصیت،

وذٰلک قولہ تعالٰی "فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ"[165]۔ اور وہ اللہ تعالٰی کا ارشاد کہ اللہ تعالٰی کے امر کی مخالفت کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے۔(ت)

دوسرا ندبی جس کا حاصل ترغیب اور اس کے ترک میں وسعت،

وذٰلک قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امرت بالسواک حتی خشیت ان یکتب علی احمد[166] بن واثلۃ بن اور وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد کہ مجھے مسواک کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں مجھ پر فرض نہ ہو جائے۔ اس کو امام احمد

---

[162] صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ باب السواک یوم الجمعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۲۲و۲۵۹، صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب السواک قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۲۸، سنن النسائی کتاب الطہارۃ الرخصۃ فی السواک نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۶، سنن ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب السواک ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۵، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۳۹۹، ۲۸۷، ۲۵۹، ۲۵۰، ۲۴۵ ، ۴۰۰، مؤطا امام مالک کتاب الطہارۃ ماجاء فی السواک میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۵۰

[163] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث لولا ان اشق علی امتی الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲/۳۱۴

[164] سنن النسائی کتاب الطہارۃ الرخصۃ فی السواک نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۶، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۵۹

[165] القرآن الکریم ۲۴/۶۳

[166] مسند احمد بن حنبل حدیث واثلہ بن الاسقع المکتب الاسلامی بیروت ۳/۴۹۰

الاسقع رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسنٍ۔		نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔(ت)

امر ندبی تو یہاں قطعًا حاصل ہے توضروری نفی حتمی کی ہے،امر حتمی بھی دوقسم ہے ظنی جس کا مفاد وجوب اور قطعی جس کا مقتضٰی فرضیت،ظنیت خواہ من جہۃ الرؤیۃ یا من جہۃ الدلالۃ ہمارے حق میں ہوتی ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علوم سب قطعی یقینی ہیں جن کے سراپردہ عزت کے گرد ظنوں کو اصلًا بار نہیں تو قسم واجب اصطلاحی حضور کے حق میں متحقق نہیں وہاں یا فرض ہے یا مندوب،نص علیہ الامام المحقق حیث اطلق فی الفتح (اس پر محقق امام علیہ الرحمہ نے فتح میں نص فرمائی ہے۔ت)
اب واضح ہوگیا کہ ان ارشادات کریمہ کے قطعًا یہی معنی ہے کہ میں چاہتا تو اپنی امت پر ہر نماز کے لیے تازہ وضو اور ہر وضو کے وقت مسواک کرنا فرض فرمادیتا مگر ان کی مشقت کے لحاظ سے میں نے فرض نہ کئے اور اختیار احکام کے کیا معنی ہیں۔وللہ الحمد۔
حدیث ۱۴۸: مالک وشافعی وبیہقی ان سے اور طبرانی اوسط میں امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بسند حسن راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک مع کل وضوءٍ۔[167]		مشقت امت کا پاس ہے ورنہ میں ہر وضو کے ساتھ مسواک ان پر فرض کردوں۔

حدیث ۱۴۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ مسواک کرو مسواک منہ کو پاکیزہ اور رب عزوجل کو راضی کرتی ہے، جبریل جب میرے پاس حاضر ہوئے مجھے مسواک کی وصیت کی۔

حتی لقد خشیت ان یفرضہ علی وعلٰی امتی ولولا انی اخاف ان اشق علی امتی لفرضتہ علیھم		یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ جبریل مجھ پر اور میری امت پر فرض کردیں گے اور اگر مشقت امت کا خوف نہ ہوتا تو ان پر فرض کردیں گے۔

---

[167] مؤطا لامام مالک کتاب الطھارۃ ماجاء فی السواک میر محمد کتب خانہ کراچی ص۵۰،السنن الکبرٰی کتاب الطھارۃ باب الدلیل علی ان السواک سنۃ دارصادر بیروت ۱/۳۵،کنزالعمال بحوالہ والشافعی حدیث ۲۶۱۹۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/۳۱۵،المعجم الاوسط، حدیث ۱۲۶۰ مکتبۃ المعارف ریاض ۲/۱۳۸

ابن ماجه[168] عن ابی امامة رضی الله تعالٰی عنه۔ (ابن ماجہ نے ابی امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

یہاں جبریل امین علیہ الصلٰوۃ والتسلیم کی طرف بھی فرض کردینے کی اسناد ہے۔

حدیث ۴۸ ۱۵۰: طبرانی وبزار ودارقطنی وحاکم حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لولا ان اشق علی امتی لفرضت علیهم السواك عند كل صلٰوة[169] (زاد غير الدار قطنی) كما فرضت عليهم الوضوء[170]۔ مشقتِ امت کا لحاظ نہ ہوتو میں ہر نماز کے وقت مسواک ان پر فرض کردوں جس طرح میں نے وضو ان پر فرض کردیا ہے۔

یہاں وضو کو بھی فرمایا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی امت پر فرض کردیا۔

حدیث ۴۹،۵۰ ۱۵۱،۱۵۲: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لولا ان اشق علی امتی لامرتهم بالسواك واطيب عند كل صلٰوة۔ ابو نعيم فی كتاب السواك[171] عن عبدالله بن عمر رضی الله تعالٰی عنهما بسند حسنٍ وسعيد بن منصور فی سننه عن مكحول مرسلاً۔ مشقت امت کا خیال نہ ہوتا تو اپنی امت پر ہر نماز کے وقت مسواک کرنا اور خوشبو لگانا فرض کردوں۔ (ابو نعیم نے کتاب السواک میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بسند حسن اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں مکحول سے مرسلاً روایت کیا۔ت)

یہاں خوشبو کی فرصت بھی زائد فرمادی۔

---

[168] سنن ابن ماجة ابواب الطهارة باب السواك ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۵

[169] کنز العمال بحواله قط عن ابن عباس حدیث ۲۶۱۷۰ مؤسسة الرساله بیروت ۳۱۲/۹

[170] المستدرك للحاكم كتاب الطهارة لولا ان اشق على امتى دار الفكر بيروت ۱۴۶/۱، البحر الزخار عن ابن عباس حدیث ۱۳۰۲ مكتبة العلوم والحكم مدينة المنورة ۱۳۰/۴، مجمع الزوائد بحواله العباس كتاب الطهارة باب فی السواك دار الكتاب بيروت ۲۲۱/۱، مجمع الزوائد كتاب الصلٰوة باب ماجاء فی السواك دار الكتاب بيروت ۹۷/۲

[171] کنز العمال بحواله صعن مكحول مرسلاً حدیث ۲۶۱۹۵ مؤسسة الرساله بيروت ۳۱۶/۹

حدیث[51] ۱۵۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لولا ان اشق علی امتی لامرتھم ان یستاکوا بالاسحار۔ مشقتِ امت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان پر فرض فرمادیتا کہ ہر سحر پہلے پہر اٹھ کر مسواک کریں (ابو نعیم نے کتاب السواک میں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

ابو نعیم فی السواک[172] عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

حدیث[52،53] ۱۵۴ و ۱۵۵: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عن دکل صلٰوۃ ولاخرت العشاء الی ثلث اللیل۔ مشقت امت کا خیال نہ ہوتو میں ہر نماز کے وقت ان پر مسواک فرض کردوں اور نماز عشاء کو تہائی رات تک ہٹادوں۔

احمد[173] والترمذی والضیاء عن زید بن خالدؓ الجھنی رضی اللہ تعالٰی عنہ بسندٍ صحیح والبزار عن امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ، وروٰی عن زید احمد وابو داؤد والنسائی کحدیث ابی ھریرۃ الاول بالاقتصار علی السطر الاول و الحاکم والبیھقی بسندٍ صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ کحدیث زیدٍ ھذا وفیہ لفرضت علیھم السواک مع الوضوء ولاخرت صلٰوۃ العشاء الاٰخرۃ الی نصف اللیل[174]۔ یعنی میں وضو میں مسواک کرنا فرض کردیتا اور نماز عشاء آدھی رات تک ہٹادیتا۔

---

[172] کنزالعمال بحوالہ ابی نعیم فی کتاب السواک حدیث ۲۶۱۹۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/۳۱۶، الدرالمنثور بحوالہ ابی نعیم تحت الآیۃ ۲/۱۲۴ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۵۲

[173] مسند احمد بن حنبل عن زید بن خالد رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/۱۱۴، سنن الترمذی ابواب الطہارۃ باب ماجاء فی السواک حدیث ۲۳ دارالفکر بیروت ۱/۱۰۰، کنزالعمال بحوالہ حم، ت والضیاء حدیث ۲۶۱۹۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/۳۱۵، البحرالزخار عن علی رضی اللہ عنہ حدیث ۴۷۸ مکتبۃ العلوم والحکم مدینۃ المنورۃ ۲/۱۲۱، مسند احمد بن حنبل عن زید بن خالد المکتب الاسلامی بیروت ۴/۱۱۶، سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب السواک آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۷

[174] المستدرک للحاکم کتاب الطہارۃ فضیلۃ السواک دارالفکر بیروت ۱/۱۴۶، السنن الکبرٰی کتاب الطہارۃ باب الدلیل علی ان السواک السنۃ الخ دارصادر بیروت ۱/۳۶، کنزالعمال بحوالہ ک وھق عن ابی ھریرۃ حدیث ۲۶۱۹۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/۳۱۶

وللنسائی عن ابی ھریرۃ بلفظ الامر تھم تاخیر العشاء بالسواک عند کل صلٰوۃ[175]۔

نسائی نے ابوہریرہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا: میں ان پر فرض کر دیتا کہ عشاء دیر کرکے پڑھیں اور نماز کے وقت مسواک کریں۔

حدیث ۵۴ ۱۵۶: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لولا ان اشق علی امتی لامر تھم ان یصلوھا ھٰکذا یعنی العشاء نصف اللیل۔ احمد[176] والبخاری ومسلم والنسائی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

امت پر مشقت نہ ہوتی تو میں ان پر فرض کر دیتا کہ عشاء آدھی رات کو پڑھیں۔ (احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۵۵ ۱۵۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لولا ضعف الضعیف وسقم السقیم لامرت بھٰذہ الصلٰوۃ ان توخر الی شطر اللیل۔ النسائی[177] عن ابی سعدن الخدری رضی اللہ تعالٰی ومرت روایۃ احمد و ابی داؤد وابن ماجۃ وابی حاتم بلالفظ الامر۔

اگر ناتواں اور بیماروں کا لحاظ نہ ہوتا تو میں فرض کر دیتا کہ یہ نماز آدھی رات تک مؤخر کریں (اس کو نسائی نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ احمد، ابوداود، ابن ماجہ اور ابوحاتم کی روایت گزر چکی ہے جو لفظ امر کے بغیر ہے۔ (ت)

حدیث ۵۶ ۱۵۸: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لولا ان اشق علی امتی

مشقت امت کا اندیشہ نہ ہو تو میں ان پر

---

[175] سنن النسائی کتاب المواقیت باب مایستحب من تاخیر العشاء نور محمد کتب خانہ کراچی ۱/۹۲و۹۳

[176] مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۳۶۶، صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلٰوۃ باب النوم قبل العشاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۱، صحیح مسلم کتاب المساجد باب وقت العشاء وتاخیرھا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۲۹، سنن النسائی کتاب المواقیت باب یستحب من تاخیر العشاء نور محمد کارخانہ کراچی ۱/۹۲

[177] سنن النسائی کتاب المواقیت باب یستحب من تاخیر العشاء نور محمد کارخانہ کراچی ۱/۹۳

لامرتھم ان یؤخروا^{عــــہ} العشاء الی

فرض کردوں کہ عشاء میں تہائی

عــــہ: سبب ھٰذا انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اخر ذات لیلۃ صلٰوۃ العشاء حتی ابھار اللیل او ذھب عامۃ اللیل ونام النساء والصبیان فجاء فصلی وذکرہ کما ورد مبینا فی احادیث ابن عباس وابی سعید وابن عمر وانس وغیرھم رضی اللہ تعالٰی عنھم، وسبب حدیث السواک ایتان ناس عندہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قلحا فقال استاکوا استاکوا لاتاتونی قلحا لولا ان اشق علی امتی لفرضت علیھم السواک عند کل صلٰوۃ کما بینہ الدارقطنی[178] من حدیث العباس رضی اللہ تعالٰی عنہ فھما حدیثان ربما افرزھما ابو ھریرۃ وربما جمع وکذٰلک غیرہ رضی اللہ تعالٰی عنھم وان اتفق ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھو الذی قال مرۃ ھٰکذا واخرٰی ھٰکذا و

اس کا سبب یہ ہے کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عشاء کی نماز مؤخر فرمادی یہاں تک کہ آدھی رات یا زیدہ گزر گئی۔ عورتیں اور بچے سوگئے تو آپ تشریف لائے اور نماز پڑھائی، جیسا کہ ابن عباس، ابوسعید، ابن عمر اور انس وغیرہ کی احادیث میں واضح طور پر وارد ہوا ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ حدیث سواک کا سبب یہ ہے کہ لوگ میلے کچیلے دانتوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا مسواک کیا کرو اور میرے پاس میلے کچیلے دانتوں کے ساتھ مت آیا کرو، اگر مجھے امت کی مشقت کا لحاظ نہ ہوتا تو میں ان پر ہر ناز کے وقت فرض کردیتا۔ جیسا کہ اس کو دارقطنی نے بحوالہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان کیا ہے۔ ان دونوں حدیثوں کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کبھی الگ الگ بیان فرمایا ہے اور کبھی دونوں کو جمع کیا ہے، یونہی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے غیر نے کیا ہے، اگرچہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کبھی اس طرح بیان فرمایا ہے اور کبھی اس طرح اور کبھی

(باقی برصفحہ آئندہ)

[178] کنز العمال بحوالہ قط عن ابن عباس حدیث ۲۶۱۷۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۱۲/۹

ثلث اللیل اونصفہ۔ احمد[179] والترمذی وصححہ، و ابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ومرت اخری لابن ماجۃ کاحمد وابی داؤد ومحمد بن نصر خالیۃ عن الامر۔

یا آدھی رات تک تاخیر کریں (اس کو امام احمد وترمذی نے اسکو صحیح قرار دیا۔ اور ابن ماجہ نے اس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ اور دوسری روایت ابن ماجہ کی احمد وابوداؤد ومحمد بن نسر کی طرح گزرچکی ہے جو امر سے خالی ہے۔ (ت)

حدیث ۵۷ ۱۵۹: صحیح بخاری میں زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ایک آیت سورہ احزاب کی نسبت ہے:

وجدتھا مع خزیمۃ الذی جعل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شھادتہ بشھادتین[180]۔

وہ میں نے لکھی ہوئی خزیمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس پائی جن کی گواہی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دو گواہوں کے برابر فرمائی۔

حدیث ۵۸ ۱۶۰: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یمن پر صوبیدار بنا کر بھیجتے وقت ان سے ارشاد فرمایا:

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تارۃ جمع فالتعدداظھر واکثر، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲منہ دامت فیوضہ۔

دونوں کو جمع فرمایا۔ چنانچہ تعدد اظہر واکثر ہے۔ اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔ ۱۲منہ (ت)

---

[179] مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۴۳۳ و ۵۰۹، سنن الترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی تاخیر صلوٰۃ العشاء الخ حدیث ۱۶۷ دارالفکر بیروت ۱/ ۲۱۴، سنن ابن ماجۃ کتاب الصلوٰۃ باب وقت صلوٰۃ العشاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵، کنزالعمال عن ابی ہریرۃ حدیث ۱۹۴۶۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۷/ ۳۹۵

[180] صحیح البخاری کتاب الجہاد باب قول اللہ تعالٰی من المومنین رجال الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۹۴، صحیح کتاب التفسیر سورۃ احزاب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۰۵

قد عرفت بلاءك فی الدین والذی قدر کبك من الدین وقد طیبت لك الھدیۃ فان اھدی لك شیئ فاقبل۔ سیف فی کتاب الفتوح[181] عن عبید بن صخر رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔

مجھے معلوم ہے جو تمہاری آزمائشیں دین متین میں ہوچکیں اور جو کچھ دیون تم پر ہوگئے ہیں رعیت کے تحفے میں نے تمہارے لئے حلال طیب کردئے جو تمہیں کچھ تحفہ دے لے لو۔ (سیف نے کتاب الفتوح نے عبید بن صخر رضی اﷲ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۶۱ عــــہ: فرماتے ہیں صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم:

قد عفوت عن الخیل والرقیق فھا توا صدقت الرقۃ من کل اربعین درھما درھم۔ احمد[182] وابوداؤد و الترمذی عن امیر المؤمنین المرتضٰی رضی اﷲ تعالٰی عنہ بسند صحیح۔

گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ تو میں نے معاف کردی روپوں کی زکوٰۃ دو ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم۔ (احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے امیر المومنین علی المرتضٰی رضی اﷲ تعالٰی عنہ سے بسند صحیح روایت کیا۔ ت)

سواری کے گھوڑوں، خدمت کے غلاموں میں زکوٰۃ جو واجب نہ ہوئی سید عالم صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''یہ میں نے معاف فرمادی ہے۔'' ہاں کیوں نہ ہو کہ حکم ایک روف ورحیم کے ہاتھ میں ہے بحکم رب العالمین جل جلالہ وصلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم۔

حدیث ۱۶۲: حضور اقدس صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اﷲ تعالٰی عنہم سے فرمایا:

ماتقولون فی الزنا، قالو احرام حرّمہ اﷲ ورسولہ فھو حرام الی یوم القیٰمۃ۔

زنا کو کیسا سمجھتے ہو؟ عرض کی: حرام ہے اسے اﷲ ورسول نے حرام کردیا تو وہ قیامت تک

عــــہ: یہاں تک اٹھاون حدیثیں تفویض امر کی مفیدات ومؤیدات مذکور ہوئیں آگے صرف اسنادات جلیلہ ہیں ۱۲۔

---

[181] کنز العمال بحوالہ طب عن عبید بن صخر المکتب الاسلامی بیروت ۱۱۵/۶

[182] سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ السائمۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲۲۱/۱، سنن الترمذی کتاب الزکوٰۃ باب ماجاء فی زکوٰۃ الذھب الخ حدیث ۶۲۰ دار الفکر بیروت ۱۲۳/۲، مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اﷲ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۹۲/۱

احمد[183] بسند صحیح والطبرانی فی الاوسط والکبیر عن المقداد بن الاسود رضی اللہ تعالٰی عنه۔

حرام ہے۔(احمد نے بسند صحیح اور طبرانی نے اوسط اور کبیر میں مقداد بن اسود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۶۳: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

انی احرم علیکم حق الضعیفین الیتیم والمرأة۔ الحاکم[184] علی شرط مسلم والبیھقی فی الشعب و اللفظ له عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالٰی عنه۔

میں تم پر حرام کرتاہوں دو کمزوروں کی حق تلفی، یتیم اور عورت۔(حاکم شرط مسلم پر اور بیہقی نے بحوالہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ شعب الایمان میں اس کو روایت کیا ہے، اور لفظ بیہقی کے ہیں۔(ت)

حدیث ۱۶۴: صحیحین میں جابر بن عبداللہ تعالٰی عنہما سے ہے انہوں نے سال فتح میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

ان اللہ ورسوله حرم بیع الخمر والمیتة والخنزیر والاصنام[185]۔

بیشک اللہ اور اس کے رسول نے حرام کردیا شراب اور مردار اور سوئر اور بتوں کا بیچنا۔

حدیث ۱۶۵: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لاتشرب مسکرًا فانی حرمت کل مسکرٍ۔النسائی[186] بسند حسن

نشہ کی کوئی چیز نہ پی کہ بیشک نشہ کی ہر شیئ میں حرام عـــه نسائی نے بسند حسن

عـــه: **فائدہ:** ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں روایت کی حدثنا ابن ابی عاصم ثنا عمر بن حفص ن الوصائی ثنا سعید بن موسٰی ثنا رباح بن زید عن معمر (باقی برصفحہ آئندہ)

---

[183] مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث مقداد بن اسود المکتب الاسلامی بیروت ۸/۶، المعجم الکبیر عن مقداد بن اسود حدیث ۶۰۵ المکتبة الفیصلیة بیروت ۲۵۶/۲۰

[184] المستدرك للحاکم کتاب الایمان انی احرج علیکم حق الضعیفین دارالفکر بیروت ۶۳/۱، کنزالعمال بحوالہ کہ، ھب عن ابی ھریرة حدیث ۶۰۰۱ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۷۱/۳

[185] صحیح البخاری کتاب البیوع باب بیع المیتة والاصنام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۹۸/۱، صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم الخمر و المیة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۳/۲

[186] سنن النسائی کتاب الاشربة تفسیر نور محمد کارخانہ کراچی ۳۲۵/۲

عن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔　　ابی موسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔(ت)

عن ازھری عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انی فرضت علی امتی قرأۃ یٰس کل لیلۃ فمن داوم علی قرأتھا کل لیلۃ ثم مات شھیدا[187]، یعنی اس سند سے آیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی امت پر یٰس شریف کی ہر رات تلاوت فرض کی جو ہمیشہ ہر شب اسے پڑھے پھر مرے شہید مرے۔

اقول: وسعید وان اتھم فالمحقق عند المحققین ان الوضع لایثبت بمجرد تفرد کذاب فضلاً عن متھم مالم ینضم الیہ شیئ من القرائن الحاکمۃ بہ کمخالفۃ نصٍ اواجماع قطعیین اوالحس اواقرار الواضع بوضعہ الی غیر ذٰلک کما نص علیہ السخاوی فی فتح المغیث واثبتنا علیہ عرش التحقیق فی "منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین" ف۱ "واجمع العلماء ان اضعیف غیر الموضوع یعمل بہ فی الفضائل وقد بیناہ فی "الھاد" ف۲ فی حکم الضعاف"

میں کہتا ہوں سعید اگرچہ متہم ہے مگر محققین کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ بیشک وضع حدیث محض ایک کذاب کے تفرد سے ثابت نہیں ہوتا چہ جائیکہ متہم سے ثابت ہو جب تک اس کے ساتھ قرائن وضع منضم نہ ہوں، جیسے نص قطعی کی مخالفت اور اجماع قطعی کی مخالفت اور حس کی مخالفت اور خود واضع کا اقرار وغیرہ، جیسا کہ امام سخاوی نے فتح المغیث میں اس پر نص فرمائی ہے، اور ہم نے ''منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین'' میں اس کی تحقیق کو حد کمال تک پہنچایا ہے۔ اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ جو حدیث ضعیف موضوع نہ ہو وہ فضائل میں قابل عمل ہے اور ہم اس کو ''الھاد الکاف فی حکم الضعاف'' میں بیان کیا ہے۔(ت) (باقی برصفحہ آئندہ)

ف۱: رسالہ "منیز العین فی حکم تقبیل الابھامین" فتاوٰی رضویہ جلد پنجم مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کے صفحہ ۴۲۹ پر مرقوم ہے۔

ف۲: اعلٰی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین" میں افادہ شانزدہم۱۶ سے افادہ بست وسوم ۲۳ تک آٹھ افادات کا نام "الھاد الکاف فی حکم الضعاف ۱۳۱۳ھ" رکھا ہے۔ ملاحظہ ہو فتاوٰی رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور جلد پنجم صفحہ ۴۷۷ تا ۵۴۳ "الکاف فی حکم الضعاف"۔

---

[187] تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ بحوالہ ابی الشیخ فی الثواب حدیث ۳۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۲۹۷

حدیث ۱۶۶: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

سن لو مجھے قرآن کے ساتھ اس کا مثل ملا یعنی حدیث دیکھو کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر بیٹھا یہ نہ کہے کہ یہی قرآن لئے رہو جو اس میں حلال ہے اسے حلال جانو جو اس میں حرام ہے اسے حرام مانو،

وان ماحرم رسول اللہ مثل ما حرم اللہ۔ احمد[188] و الدارمی وابو داؤد والترمذی وابن ماجة عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالٰی عنہ بسندٍ حسن۔

جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام کیا وہ بھی اسی کی مثل ہے جسے اللہ عزوجل نے حرام کیا، جل جلالہ، و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ (احمد اور دارمی اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بسند حسن روایت کیا۔ت)

یہاں صراحۃً حرام کی دو۲ قسمیں فرمائیں: ایک وہ جسے اللہ عزوجل نے حرام فرمایا اور دوسرا وہ جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حرام کیا۔ اور فرمادیا کہ وہ دونوں برابر ویکساں ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اس حدیث اوراس کی فرضیت کے متعلق فقیر کے پاس سوال آیا تھا جس کا جواب فتاوی فقیر العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ کے مجلد پنجم کتاب مسائل شتّٰی میں مذکور واللہ الھادی الی معالی الامور ۱۲منہ۔

---

[188] سنن ابی داؤد کتاب السنة باب فی لزوم السنة آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۷۶

اقول: مراد واللہ اعلم نفس رحمت میں برابری ہے تو اس ارشاد کے منافی نہیں کہ خدا کا فرض رسول کے فرض سے اشد واقوی ہے۔

حدیث ۱۶۷: جہیش بن اویس نخعی رضی اللہ تعالٰی عنہ مع اپنے چند اہل قبیلہ کے باریاب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہوئے قصیدہ عرض کیا ازاں جملہ یہ اشعار ہیں۔

الا یارسول اللہ انت مصدق فبورکت مهدیا وبورکت هادیًا

شرعت لنا دین الحنیفة بعد ما عبدنا کامثال الحمیر طواغیًا

یارسول اللہ! حضور تصدیق لئے گئے ہیں حضور اللہ عزوجل سے ہدایت پانے میں بھی مبارک اور خلق کو ہدایت عطافرمانے میں بھی مبارک حضور ہمارے لئے دین اسلام کے شارع ہوئے بعد اس کے کہ ہم گدھوں کی طرح بتوں کو پوج رہے تھے۔

مندة [189] من طریق عمار بن عبدالجبار عن عبداللہ بن المبارك عن الازواعی عن یحیی بن ابی سلمة عن ابی هریرة رضی اللہ تعالٰی عنه حدیث طویل۔

مندہ نے عمار بن عبدالجبار کے طریقے سے عبداللہ بن مبارک سے انہوں نے اوزاعی سے انہوں نے یحیٰی بن ابی سلمہ سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا، حدیث لمبی ہے۔(ت)

یہاں صراحۃً تشریع کی نسبت حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف ہے کہ شریعت اسلامی حضور کی مقرر کی ہوئی ہے ولہذا قدیم سے عرف علمائے کرام میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو شارع کہتے ہیں۔علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

قد اشتهر اطلاقه علیه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لانه شرع الدین والاحکام [190]۔

سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو شارع کہنا مشہور و معروف ہے اس لئے کہ حضور نے دین متین واحکام دین کی شریعت نکالی۔

اسی قدر پر بس کیجئے کہ اس میں سب کچھ آگیا ایک لفظ شارع تمام احکام تشریعیہ کو جامع ہوا، میں نے یہاں وہ احادیث نقل نہ کیں جن میں حضور کی طرف امر ونہی وقضاو

[189] الاصابه فی تمییز الصحابة بحواله ابن مندة ترجمہ ۱۲۵۱ جهیش بن اویس دار الفکر بیروت ۱/۳۵۸

[190] شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیه المقصد الثانی الفصل الاول دار المعرفة بیروت ۳/۱۳۴

امثالہا کی اسناد ہے کہ:

امر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قضٰی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امر فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا۔(ت)

اتنی حدیثوں میں وارد جن کے جمع کو ایک مجلد کبیر بھی کافی نہو، اور خود قرآن عظیم ہی نے جو ارشاد فرمایا:

"وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ"[191]۔ جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے منع فرمائے اس سے باز رہو،

کہ امر ونہی وقضا اوروں کی طرف بھی اسناد کرتے ہیں۔ قال اللہ تعالٰی:

"اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ"[192]۔ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔(ت)

مجھے تو یہ ثابت کرنا تھا کہ حضور اقدس کو احکام شرعیہ سے فقط آگاہی وواقفیت کی نسبت نہیں جس طرح وہ سرکشی طاغی آخر تقویۃ الایمان میں سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر صریح افتراء کرکے کہتا: "انہوں نے فرمایا کہ سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل"[193]۔

مسلمانو! للہ انصاف، یہ اس کس وناکس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فضائل جلیلہ وخصائص جمیلہ وکمالات رفیعہ ودرجات منیعہ جن میں زید وعمر کی کیا گنتی انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین علیہم الصلٰوۃ والتسلیم کا بھی حصہ نہیں سب یک لخت اڑادئے سب لوگوں سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا امتیاز صرف دربارہ احکام رکھا اور وہ بھی اتنا کہ حضور

[191] القرآن الکریم ۵۹/۷

[192] القرآن الکریم ۴/۵۹

[193] تقویۃ الایمان الفصل الخامس مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۶

واقف ہیں اور لوگ غافل، تو انبیاء سے تو کچھ امتیاز رہا ہی نہیں کہ وہ بھی واقف ہیں غافل نہیں اور امتیوں سے بھی امتیاز اتنی ہی دیر تک ہے کہ وہ غافل رہیں واقف ہو جائیں تو کچھ امتیاز نہیں کہ اب وقوف وغفلت کا تفاوت نہ رہا اور امتیاز اس میں منحصر تھا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مسلمانو! دیکھا یہ حاصل ہے اس شخص کے دین کا، یہ پچھلا کلمہ ہے **محمد رسول اللہ** پر اس کے ایمان کا جس پر اس نے خاتمہ کیا، حالانکہ واللہ دربارہ احکام ہی صرف اتنا ہی امتیاز نہیں بلکہ حضور حاکم ہیں، صاحب فرمان ہیں، مالک افتراض ہیں، والی تحریم ہیں۔ سن او سرکش! احکام سے اپنے نزدیک واقف تو تُو بھی ہے پھر تجھے کوئی مسلمان کہے گا کہ شریعت کے فرائض تیرے فرض کئے ہوئے ہیں شرع کے محرمات تُو نے حرام کردئے ہیں جن پر زکوۃ نہیں انہیں تُو نے معاف کردیا ہے شریعت کا راستہ تیرا مقرر کیا ہے شرائع میں تیرے احکام بھی ہیں اور وہ احکام احکام خدا کے مثل ماوی ہیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بارے میں یہ سب باتیں کہی جاتی ہیں خود محمد رسول اللہ نے ارشاد فرمائی ہیں لہٰذا فقیر نے صرف اسی قسم احادیث پر اقتصار کیا اور بفضلہٖ تعالٰی اپنا نیزہ خار اگزار وآہن گزار ان گستاخان چشم بند ودہن باز کے دل وجگر کے پار کردیا **وللہ الحمد**۔ اللہ تعالٰی کی بے شمار رحمتیں علامہ شہاب خفاجی پر کہ نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر نے

نبینا الاٰمر الناھی فلا احد ابر فی قول لا منه ولا نعم[194]

ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صاحب امر ونہی، تو ان سے زیادہ ہاں اور نہ کے فرمانے میں کوئی سچا نہیں

کی شرح میں فرماتے ہیں:

معنی نبینا الاٰمر الخ انه لا حاکم سواہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فھو حاکم غیر محکوم[195] **الخ**

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے صاحب امر ونہی ہونے کے یہ معنٰی ہیں کہ حضور حاکم ہیں حضور کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں، نہ وہ کسی کے محکوم، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ذکرہ فی فصل جودہٖ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم (اس کو صاحب نسیم نے فصل فی جودہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں ذکر فرمایا ہے۔ت)

---

[194] الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ الفصل الثالث مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ص ۲۱

[195] نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض فصل واما الجود والکرم مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۳۵/۲

الحمدللہ یہ تذییل جلیل اپنے باب میں فرد کامل ہوئی احادیث تحریم مدینہ طیبہ بھی اسی باب سے تھیں کہ امام الوہابیہ کے اس خاص حکم شرک کے سبب جدا شمار میں رہیں اگر کوئی چاہے انہیں اور اس بیان تذییل کو ملا کر احکام تشریعیہ کے بارے میں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اقتدار واختیار کا ظاہر کرنے والا ایک مستقل رسالہ بنائے اور بنام "**منیۃ اللبیب ان التشریع بید الحبیب ۱۳۱۱ھ**" موسوم ٹھہرائے۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمدللہ رب العٰلمین والصلٰوۃ والسلام علی سید المرسلین محمدٍ واٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین، اٰمین۔